ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله

از تالیفات جامع علوم منقول و معقول حاوی فروع و اصول فاضل بی‌بدل ... اعلی

جناب مولانا مفتی محمد ... صاحب قاضی نورمی ضلع اعظمگڈہ ادام الله ظلہ علی رؤس المسترشدین

فلک البیان

۱۲۹۹ھ

سنہ ... عیسوی

بحسن اہتمام جناب بابو بندی ماتا (؟) صاحب مہتمم ولد حکیم جواہر لال صاحب مہتمم

در مطبع مصدر البرکات الہ آباد حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرح صدورنا و یسر لنا امورنا والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد ن الذی بشر المتبعین المستنین باجر اتہ ... انذر المخالفین المبتدعین بوعید شدید وعلی آلہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین اما بعد بس کہتا ہے محمد القاضی نوری حفظہ اللہ عن الشر المعنوی والصوری کہ محبت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مومن کو ضرور ہے چاہیے قوۃ وکمال ایمان و اسلام بقدر قوۃ وکمال محبت ہے یعنی جسقدر محبت مین قوۃ وکمال ہے اوسیقدر ایمان واسلام مین بھی قوۃ وکمال ہے اور جسقدر محبت مین ضعف ونقصان ہے اوسیقدر اوسکے ایمان واسلام مین بھی نقص وضعیف ہے اور پہچان اسکی اتباع واطاعت مین ہے یعنی جو محب مخلص ہے وہ دل وجان سے مطیع متبع ہے کسی قول وفعل مین فرمانبرداری کو ترک نہین کرتا ہمہ تن موافقت ومرضی مین سعی وکوشش واطاعت واتباع کی دلسے نیت وتوجہ رکہتا ہے اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا محبوب ومرغوب پیارا ہے چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم اتباع رسول اللہ دلیل محبت اللہ تعالی کی ہے اور ثمرہ اوسکا یہہ ہے کہ اللہ تعالی بھی اوسکو دوست رکہے اور بخش دیوے اوسکو اور طریق نیک وعمدہ حصول محبت کا یہی ہے اطاعت وفرمانبرداری صوری ومعنوی یعنی عقیدہ صحیح ونیک وعمل صالح ہے اور جو منحرف ونافرمان ہے وہ کسی مرتبے سے نہیں ہرگز ہرگز اوسکو محبت والفت خدا اور رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم سے نہین اگرچہ بقدر ظاہر مین صورت بنا دے یا زبانی دعوی محبت واطاعت کرے پس دعوی بلا دلیل قبول حرف نہین محض دعوی زبان بدون تصدیق جنان واستشہاد عمل جوارح وارکان بلکہ خام ... نامسموع وغیر مقبول ہے جیسا کہ شیخ قاضی عیاض نے لکہا ہے ع تعصی الالہ وانت تظہر حبہ ہذا لعمری فی القیاس بدیع لو کان

صادقاً لاطعتہ * ان المحب لمن یحب مطیع لکاتبہ مطیع یار ہونا دل سے الفت کی
نشانی ہے * ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو وہ یار جانی ہے * خلاف
قول و فعل یار مین کب ہوتی الفت ہے * محبت کے دلیلو نمین سے یک
صدق اطاعت ہے * مخالف ہو کرے جو ہر طرح پیشہ عداوتکا * مناسب
کب اوسے ہے منصفو دعوی محبت کا * بمقتضائے انصاف یہہ ہے کہ
مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم و مضبوط ایسا کرنا ہے
کہ کہین مجال نقص نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین طریق
محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پھر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک
نکرے یا پیرایۂ اطاعت مین مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کرے دوست بن کر کام دشمنی کا عمل مین لاوے اور جمع احباب و
فرمان برداروں کا درہم و برہم کرے جم غفیر ہین کہ نص صریح و احادیث صحیح کو
بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع و ضعیف الاسناد و بعض المشایخ کہ وہ کسیطرح
حجت شرعیہ نہین معطل و بیکار و مأول و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول رکھتے
ہین غلبہ ہوائے نفسانی سے کچھہ بھی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات
کا نہین کرتی اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل
علیل کہ لصوص الدین و الزنادقہ بنیتی ہین اور اوسپر ایسے ایسے اقوال و دلایل
باردہ لاتے ہین کہ ضمناً و التزاماً ایک طرح الزام حضرت خدا وند کریم و

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر عاید کرتے ہین اور مرتبہ
تبلیغ احکام ورسالت مین نقصان نکالتے ہین اعاذنا اللہ من ذلک
باران مطر سے بھاگ کر زیر ناودان ٹھہرتے ہین نہین سوچتے کہ اسمین
کیا قباحت ہے جسطرح مجوزین بہیئت مخصوصہ مروجہ مولد وقیام اس عمل
کو سعہ مافیہا بعضے باوجود علم بدعت اوسکے اور بعضے بے علم بسبب جہالت
الیسے مُصر اور اوسکے درپے ہین کہ ثواب فرض وسنت وعبادت واجبات
سے بڑہ کر جانتے ہین تارک الجماعت والفرایض عدو السنن کو دوست
رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے
ہین وبرا جانتے ہین حالانکہ مشہور ومعلوم ہے کہ جو امر دین مین بعد
قرون ثلثہ یعنے نوّے برس کے نیا نکلا ہو وہ بدعت ہے کما فی
شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلا وقال قولا فی الدین ولیس
فی القرآن ولا فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایجوز قبولہ
وسمی ذلک الفعل او القول بدعۃ وفی العینی شرح صحیح البخاری البدع
جمع بدعۃ وہو مالم یکن لہ اصل فی الکتاب والسنۃ وقیل اظہار شئے
لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن صحابۃ انتہی
وفی بحر الرایق البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان وجعل

دینا قویما وصراطا مستقیما انتہی وقال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعۃ
المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین
ولا دل علیہ الدلیل الشرعی انتہی اور یہہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہود لہا
بالخیر مین کبہی قرار نپائی اگر ہوتی تو کہین نہ کہین صحابہ کرام وتابعین وتبع
تابعین وائمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد بن حنبل
وحضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ایمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو
عمدہ وبہتر کہنا ثابت ومنقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے
نبی ورسول کے کرنا یا کہنا پایا جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا کرنا ثابت نہین ہوا
اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہہ امر مشروع
وکار ثواب ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید وحکم کرتے مثلاً حضرت اسمعیل و
یوسف علیہ السلام کب مجلس مولد حضرت ابراہیم ویعقوب علیہ السلام
ترک کرتے اور کیون نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہے حال
اور انبیاء علیہم السلام کا اور جو دعوی ثبوت کا قولاً وفعلاً کرے اوسپر واجب
ہے کہ بسند صحیح ثابت کرے اور ایسا ہی حال ہے حضرت نبی الحرمین سید الثقلین
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۃ
بل ملۃ ابراہیم حنیفا کے اور فرمانے نحن احق بموسی نخود کسی پیغمبر کا مولد کیا

اور نہ اپنے مولد کے واسطے کسی صحابہ کو خصوصاً یا امت کو عموماً اشارۃً
یا صراحتہً فرمایا بتایا ہو نہ پایا جانا اس عمل کا زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و قرون صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین یا اس وجہہ سے ہے
کہ اوس امر خیر کی حاجت نہین ہے یا کوئی امر مانع اوسکا ہے یا اوسکے
ثواب سے آگاہی و تنبہ نہین تہا یا بسبب سستی و تکاسل نکے یا بسبب مکروہ
جاننے اوسکے و بجہت عدم مشروعیۃ اس امر کے تہا پس عدم الحاجۃ و
وجود مانع منتفی و باطل ہے کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ کے ساتھہ
عبادۃ کے منقطع نہین تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہے اور بعد
ظہور اسلام و غلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہین سواے ازین اسمین
کسی مذہب کا حرج و مزاحمت نہین اور احتمال عدم التنبیہہ و وجود تکاسل
کے بہی منتفی ہین اسلیئے کہ یہہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ
کے شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہے پس عدم ثبوت اس کا
قولاً و فعلاً آنحضرت سے نہین ہے مگر بجہت مکروہ و مذموم جاننے اوسکے
فقط اور سخت تعجب و مقام افسوس ہے کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات
کی تعظیم مین مکروہ و مبغوض جانتے تہے اس فرقہ والی کمال نافہمی سے
اوسکو اس زمان شر القرون مین مخصوص بہ تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم لا سیما غین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت منتخب و مختص کیئے
ہین یہہ کیسے محب و مدعی محبت ہین کہ چیز مکروہ و مبغوض حبیب کو ساتھ حبیب
ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رض عنہا نے استعمال حنا کو
بجہت مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین کہ میرے حبیب
حضرت صلعم اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلاً بھی شے مبغوض و مکروہ
عموماً کسیطرح باعث تعظیم کارہ نہین ہوسکتی ہے وفی المشکوۃ عن انس
قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا
اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وقال ہذا
حدیث حسن صحیح اعنی مشکوۃ المصابیح مین حضرت انس بن مالک سے
روایت ہے فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک
صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہی صحابہ جب دیکھتے
آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے تھے
حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہہ
حدیث حسن صحیح ہے وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متکیا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
رواہ ابو داؤد و مروی ہے ابی امامہ سے کہا اوس نے رضی اللہ عنہ کہ نکلے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے عصا پر پس کھڑے

ہوئے ہم لوگ اوٹنے صحابہ واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے
نکھڑے ہوتے جاؤ تم سب جیساکہ کہڑے ہوتے ہین اہل عجم تعظیم کرتے
ہوئے بعض اونکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابو داؤد نے عن
سعید بن ابی الحسن قال جاءنا ابوبکرۃ فی شہادۃ فقام لہ رجل من مجلسہ
فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذا الحدیث
روایت ہے سعید بن الحسن برادر حسن بصری سے کہا سعید بن الحسن نے
کہ آئے نزدیک ہمارے ابوبکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس کھڑا ہوا ایک مرد
اپنی جگہہ سے پس انکار کیا ابوبکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور
کہاکہ ہرآئینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے اور جو لوگ حدیث
ابی سعید حذری رضی عنہ سے کہ جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ بحکم سعد بن معاذ
کے وارد ہے استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وے لوگ غفلت مین
ہین و غور کامل و تدبیر صحیح نہین کرتے اول یہہ کہ مقام قیام تعظیم مین صلہ
قیام کا لام کے ساتہہ آیا ہے جیساکہ دونون حدیثین مرویین سعید بن ابی الحسن
و ابی امامہ مین گذرا نہ ساتہہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین محاورات اہل عرب
و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہین کہ اس محل تعظیم مین صلہ لام
مناسب و مفید مدعا ہے یا الی دوم یہہ کہ اگر اس سے قیام تعظیم مقصود تہا تو

تخصیص انصار کے کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہے
حکم عام مہاجر وانصار ودیگر حضار کو فرماتے سوم یہہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ
بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کے ہوتے تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم
بالقیام حضرت کے بدرجہ اولی جائز ومامور بہ ہوتے اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے
ہرگز اوسکو مکروہ ومنہی عنہ سمجھتے پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانۃ اوتارنے
کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے اور اثر زخم غزوۂ یوم الاحزاب کا باقی تھا
سواری سے مریض وزخمی کو اوترنے مین تکلیف ہوتی ہے لہذا جب قریب
آئے فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی کھڑے ہوتے جاؤ اپنے سردار کو اوتار
لاؤ سوا اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونے ہی کے استعمال مین
نہین آتے ہین کہین ارادہ ومستعد ہونے کے معنی بہی آئے ہین جیساکہ
اس آیۃ وضو مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الایۃ اس صورت
مین بھی معنی صحیح یہہ ہین کہ مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت
اپنے سردار کے کہ مریض وزخمی ہین الملخص کیطرح یہہ قیام تعظیم ومحبت
سے علاقہ نہین رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو تارکین صحابہ وتابعین وسلف
صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی وترک محبت وتعظیم ثابت ہوئی حالانکہ
ان سے بڑہ کر محبت ومعظم وعظمت شناس ہونا دشوار ہے حضرت صحابہ
رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت ورواج دین وسنت مین جانفشانی

فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کئے و لکتنی کیتنی مشقتین اوٹھاین
کوئی روایت و قول وفعل وحال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہملوگون تک
بذریعہ ازواج مطہرات و بنات طیبات وصحابہ کبار واہل بیت اطہار نہ
پہونچا اور حضرت نے خود بھی کوئی دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام
نچھوڑا یہانتک کہ مسائل وضو وغسل وطہارت وآداب مجامعت جو نہایت
پردہ وحیا کی بات ہے اور قتال جنگ وجدال بیع وشرا اور حالات
دوزخ وبہشت وآثار قیامت وغیرہ سب کچھہ صراحتہً وکنایتہً بیان فرماچکے
وتکمیل دین کی ہوچکی چنانچہ آیتہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی مصدق
اسکی نازل ہوئی پہر حضرت سے تعین وتخصیص وتنقیح انعقاد نفس مجلس
وقیام کے کیون باقی رہگئی جز اسکے کہ اسمین کوئی قباحت رہی ہوگی
اور کچھہ دوسرا سبب متصور نہین ہوتا اسلیئے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال
اللہ تعالیٰ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین یعنی
اے رسول پہونچادے جو کچھہ اوترا ہے طرف تیرے رب کے جانب سے
اور اگر نہ پہونچاوے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پہونچانے
سے کوئی ذراسی بات بھی منجملہ احکام الٰہی کے رہجاویگی تو یہہ ثابت ہوگا
کہ گویا تنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی پہونچائی پس غور کرنا چاہیئے کہ

اس آیتہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم صریح وصاف تھا واسطے
تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکہہ سکتے تھے
پس نہ بیان وحکم نفرمانا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہے اسپر کہ
اللہ تعالی کی جانب سے کوئی شے اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی
تو ضرور ہملوگ تک بذریعہ حضرت کے پہونچتی پہر اب جو لوگ اسکی استنادکر
مین باوجود نہونے کوئی ایت کے ایک نئی بات نکالتے ہین اور صریح مخالفت
آیات واحادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا
نکالتے ہین نعوذ باللہ منہا وعلی ہذا القیاس صحابہ کبار واہل بیت اطہار
نے سب احوال واقوال وافعال حضرت کے ہملوگون تک پہونچا دیے
یہانتک کہ خواب وخورد ومباشرت وغسل ولباس وپوشاک وصوم
وصلوۃ وحج وزکوۃ وصحت ومرض وتخلی واستنجا وطہارت وغیرہا کلہا بیان
وذکر فرمایا جیساکہ ماہرین علم حدیث دسیر خوب واقف ہین صرف ایک یہی بات
کثیر الثواب رہگیا شاید بگمان عاملین ومجوزین کے سواے لا اصل لہ و عبث
ہے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ مدعیان ہے اور قس علی ہذا حال ائمہ
مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد وطبع نقاد وفرط کوشش
واجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات ومسائل جزئیات ہر باب کے نکالے
اس بارہ خاص مین کوئی قول معتمد وروایت صحیح انسے ثابت نہوئی حالانکہ

ہریک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے و من ادعی فعلیہ البیان
بلکہ اونکے قواعد مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و
باہر ہے اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متبرکین سے تھے
مثل حضرت محبوب سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کہ صاحب تصانیف بہی تھے ثبوت اسکا نہین پایا جاتا ہے بلکہ وے ترک
بدعات و تمسک بسنت شریفہ کے تاکید فرماتے رہے چنانچہ مقالہ ثانیہ فتوح الغیب
و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہے اتبعوا ولا تبتدعوا پیروی کنید سنت را و
پیدا مکنید بدعتی را کہ در دین نبودہ واطیعوا ولا تمرقوا و فرمان برداری کنید خدا را
و رسول خدا را و بیرون مآئید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانہ دانید
خدای را و شریک مگر دانید چیزے را با وے بدانید کہ ہر چہ در عالم واقع میشود
ہمہ بقدرت و ارادت اوست و نیست قادر و متصرف مگر او و در مقالہ سی و ششم
مین فرمایا واجعل الکتاب والسنۃ امامک بگردان قرآن و حدیث را امامک پیش خود
و پیشوای خود بفتح و کسر ہر دو درست است وانظر فیہما بتامل و تدبر و نظر کن
بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بہما و کار کن بآن ولا تغتر بالقال و القیل
والہوس و فریفتہ مشو بگفتگوی از خود و از مردم و ترہات بے عمل و ہوس
و در کتب لغۃ گفتہ اند کہ ہوس نوعے از جنون است قال اللہ تعالی وما اٰتٰکم
الرسول فخذوہ و چیزے کہ بدہد و بفرماید شمارا پیغمبر صلعم پس بگیرید آن را

وعمل کنید بدان و مانہٰکم عنہ فانتہوا وچیزیکہ بازدارد پیغمبر شمارا ازان پس
بازآئید ازان واتقوا اللہ ولاتخالفوہ وپرہیزکنید از نافرمودہ حق ومخالفت
نکنید رسول اورا فتستکروا العمل بما جاء بہ تانگذارید کارکردن بانچہ آوردہ
است اورا رسول ولاتخترعوا الانفسکم عملاً وعبادۃً ونو پیدا کنید برائے
خود عملے را وعبادتے را کہ رسول آنرا نفرمودہ است واز ینجا معلوم
میشود کہ ریاضات ومجاہدات واعمال کہ نہ موافق شرع وفرمودہ حق باشند
چنانکہ بعضے از طوائف درویشان کنند سود نکنند بیت بزہد وورع کوش
صدق وصفا + ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ + کما قال اللہ چنانکہ گفتہ است
عزوجل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل دربارہ گروہے کہ گم شدہ اند
از راہ راست ہموار میانہ واختراع کردند از پیش خود عملہا وعبادتہا ورہبانیۃ
ابتدعوہا ونو پیدا کردند اہل کتاب رہبانیت راکہ عبارت است از کثرۃ ریاضت
ومبالغہ درعبادت وگوشہ گرفتن واز خلق گسستن وقطعاً گرد شہوت
ولذت نگردیدن ماکتبناہا علیہم ننوشتیم وفرض نگردانیم ماکہ پروردگاریم آنرا
آیہ برایشان تا حکایت است از فضولی کردن وبر فرمودہ نایستادن این
گروہ وبر خود دشوار کردن کار را عاقبت آنرا ہم بجائے نیاوردند ورعایت
حق نکردند ثم انہ قد رسک یعنی پیشتر بدرستی وراستی بتحقیق پاک گردانیدہ است
وے عزوجل نبیہ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم ونزہ دور داشتہ است

اورا من الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفتہ است وے تعالی
و ما ینطق عن الهوی سخن نمیکند وے صلعم از پیش خود و بہوائے نفس
خود ان ہو الا وحی یوحی نیست منطوق وے کہ در ابلاغ شریعت میگوید
مگر وحی کہ فرستادہ شدہ است بسوی وے اے ما اتاکم بہ فہو من عندی
لا من ہواہ ولنفسہ یعنی چیزیکہ آوردہ است وے آنرا از دین و شریعت از
نزد من است نہ از خواہش و نفس او است فاتبعوہ پس پیروے کنید اورا
ثم قال پستر گفتہ است حق تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ بگوا ے محمد اے محب
من اے محبوب من اگر ہستید شما کہ دوست می دارید خدا را و میخواہید کہ بقرب
و وصول درگاہ وے مخصوص گردید یا میخواہید خدا را کہ شمار ابا شد و شمارا
دوست دارد فاتبعونی یحببکم اللہ پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شمار اخدا
ربط عبارت و معنی آن بر وجہ ثانی ظاہر است و بر وجہ اول مقصود آن باشد
کہ اگر شما میخواہید کہ محب خدا باشید مرا متابعت کنید محب کہ محبوب او خواہد
شد و عبارت وے رضی اللہ عنہ نیز کہ فرمود فبین ان طریق المحبۃ اتباعہ
محتمل ہر دو معنی است پس بیان کرد حق سبحانہ تعالی کہ راہے کہ بآن بمحبت
مولی برسند اتباع پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم قولاً و فعلاً در گفتار و کردار
و ہر گاہ اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال کہ اثر و نتیجہ آنست
نیز خواہد بود کذا فی المواہب آثار المکاسب و انتہی الملخص صحابہ کبار و اہلبیت اطہار

باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات واعلم الناس بامور الدین واقرب بارسید المرسلین تھے اور ائمہ مجتہدین جو اعلام شریعۃ و موسس اساس فقہ و کتاب و سنت و اقرب زمان صحابہ تھے جب اونسے اس بارہ مین کوئی قول و فعل ثابت نہین تو بڑا تعجب ہے کہ چھ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کس سے اور کہان سے سند قوی و حکم و دلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان و زمانیان کے کب زمانہ و زمانیان شش صدی یا مابعد اوسکے قابل حجت و تمسک ہین پس یہہ امر دو وجہ سے خالی نہین یا تو وے حضرات ان امور خاص کو دین و دنیا سے نہین جانتے تھے اسلیئے اوس کیطرف توجہ والتفات نفرمائی یا اسکے ثواب و ترک کے عذاب سے ناواقف و بے خبر و بے علم تھے جو اس حسنات سے محروم رہے یہہ صریح البطلان ہے پس اول مقرر و ثابت ہوا اور اول جس شخص نے احداث اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین اربلی ہے کہ سن چھہ سو چار ہجری مین موجد اس امر نزاعی و بدعی کا ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر و نامی کتاب ہے مفصل لکھا ہے کہ وہ فاسق و مسرف تھا ناچ باجا و راگ و اسراف وغیرہ مین مصروف رہتا تھا چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے اہتمام مین یہہ تھا کہ طیار کراتا تھا قبے لکڑی کے ہر قبہ مین چار یا پانچ طبقہ ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا ایک قبہ اپنے لیئے

اور باقی واسطے اور امرا اور اعیان دولت کے لیئے ابتداے صفر سے
بزینت وہ قبہ آراستہ کیئے جاتے تہے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک
جماعت راگ گانے والون کی آور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی
آور ایک جماعت باجے والون کی بیٹہی تہی پہر ہر روز بعد نماز عصر کے
اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ راگ گانے والون کا سنتا تہا آور ٹپے
اور خیال خیال گانے والون پر خوش ہوتا تہا آور خود ناچتا تہا آور جبکہ
رہتے دو دن پہلے مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار
سے زائد ساتہہ طبلون اور آلات غنا اور لہو کے جو کچہہ اوسکے یہان تہے
یہانتک کہ لاتا اونکو میدان تک پہر جلدی کرتے نوکر بادشاہ کے ذبح اور
قربانی اونکی مین آور چڑہاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کہانے
پہر جب ہوتی رات مولد کے بہت راگ گواتا قلعہ مین بعد نماز مغرب سے
آور سبط ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مرات الزمان مین لکہا ہے مجلس
راگ کی آراستہ کرتا تہا صوفیون کے لیئے ظہر سے فجر تک آور خود ناچتا تہا
امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکہا ہے البتہ سماع اور قول اور رقص جو
صوفی ہمارے زمانے کے کرتے ہین حرام ہے نہین جائز ہے جانا اور
بیٹہنا اوسمین آور ہدایہ مین ہے دلالت کرتا ہے مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے
حرام ہین یہانتک کہ گانا ساتہہ بجانے کے بالجملہ فاسق ہونا مظفرالدین بادشاہ

مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تہے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان مذکور کو جائز کہتے تہے ثابت ہے اور فتوا ایسے لوگون کا قابل قبول کے نہین ہے اور موید اسکا وہ معین ترویج ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہوا وہ وقت جانے خراسان کے اربل مین آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکہکر واسطے خوشی و رضا مندی مظفر الدین کے یک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کرکے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا پہر تو جاری وساری ہوگیا یہان تک کہ اس درجہ کو پہونچا حال متدین والتقار شاہ اربل کا احداث بدعت وترواج وشغل غنا و مزامیر واسراف سے ظاہر ہوگیا کہ کیسا قابل ملامت تہا اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان مین بلفظ متہم فی النقل مجروح کیا ہے اور ابن نجار نے ابن دحیہ کے حال مین نقل کیا ہے کہ رایت الناس مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنے دیکہا مین نے بہت سے آدمیون کو کہ متفق تہے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف ہونے اوسکے اور اوپر دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے کہ نسنا اوسے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات اوس شخص کے کہ جسکی نملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تہا کسی شخص سے دعوی کرتا تہا کہ اوسکو سنا ہے اور جس سے ملاقات

اوسکو نہی دعوی کرتا تہا کہ اوس سے ملاقات ہے اور کتب اسماء الرجال
وغیرہ مین بہت قصے اوسکے واضع و کاذب ہونے کے لکہے ہین چنانچہ
علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین دربیان
اقسام واضعین احادیث کے لکہا ہے ضرب یلجئون الی اقامة دلیل علی
ما افتوا به بآراءهم فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل
ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب یعنے ایک قسم وضاعین حدیث
کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہوتے ہین جانب قایم کرنے دلیل کے اوس
مسئلہ پر کہ فتوی دیا ہے اوسکا اپنی راے سے پس حدیث بناتے
ہین کہا گیا ہے کہ ابو الخطاب ابن دحیہ یہہ بات کرتا تہا اور شاید کہ
اوسی نے وضع کی ہے حدیث قصر کی نماز مغرب مین اور کہا ابن حافظ
ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مین نے کہ یہہ ابن دحیہ ہلکا جاننے
والا ہے دین کے کامون کا عادت رکہتا ہے جہوٹ بولنے کی دین
کے کامون مین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکہا ہے
کہ اچہا معلوم ہوا مجکو حال ابن دحیہ کا تہا بہت برا کہنے والا امامون
کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنہوری نے کہ مشایخ مغرب نے لکہا
جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پہر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول
سنہوری کے کہ پہر دیکہیں مین نے ابن دحیہ سے بہت چیزین

کہ دلالت کرتی تحقیق مجروح وضعیف ہونے پر جب معلوم و ثابت ہوا
حال کاذب و فاسق ہونے محدث و مغنین و مروج کا تو کھل گیا سب
اہل انصاف و تمیز پر حال شئے محدث کا کہ کس قدر مخالف و مجروح و
مقدوح ہے چنانچہ کتاب شرعۃ اللہ میں مرقوم ہے ومنہا القیام
عند ذکر وضع خیر الانام فی عمل مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ بدعۃ لا اصل لہ
فی الشرع کیف ودلت الاحادیث والآثار علی کون القیام لتعظیم القادم
مکروہا فما بال ہذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القدوم فی ہذا العمل فلو سلم
مشروعیۃ القیام لتعظیم القادم کما ہو مذہب بعضہم لا یلزم منہا مشروعیۃ
ہذا القیام ولا تغتر بما اعتادہ المدعون للوجد والمحبۃ فان کثیرا منہم اشتغلوا
بالمزامیر والملاہی والرقص وامثالہا مع اتفاق العلماء سیما الحنفیۃ علی
حرمتہا یعنی بعض مدعیوں سے قیام ہے وقت ذکر ولادت خیر الانام
کے بیچ عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پس ہر آئینہ وہ
بدعت ہے کچھ اصل نہیں اوسکی شرع میں کیونکر نہ بے اصل ہو حال
یہ ہے کہ دلالت کیا احادیث و آثار نے اوپر ہونے قیام کے مکروہ واسطے
تعظیم شخص آنے والے کی پس کیا حال ہے اس قیام کا کہ نو پیدا
ہوا وقت بیان قدوم کے اس عمل مولد میں پس اگر تسلیم کیجاوے
مشروعیت قیام کے واسطے تعظیم آنے والے کی جیسا کہ مذہب بعضوں کا

ہے تو اوس سے لازم نہین آتا ہے مشروع ہونا اِس قیام کا نہ فریضہ ہو
تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی مدعیان وجد و محبت نے اسواسطے کہ
اکثر اونہین کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر و ملاہی و ناچ و اقبال اور سکے
باوجود اتفاق علما کے بخصوص علمار حنفیہ اوپر حرمت اوسکے وقال الطیبی
وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا
بذکر وضعہ صلعم ان یقوموا تعظیما لہ صلعم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ یعنے کہا
قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت مین
کہ جاری ہوئی عادت اکثر محبین کی جب سنتے ہین وہ ذکر ولادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے ہین واسطے تعظیم آنحضرت
کے درحال آنکہ یہہ قیام بدعت بے اصل ہے قال صاحب نور الیقین
لمن طلب الدین چیزیکہ نام آن مولد نے نامند بدعت است چہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچکس ازین نفرمودہ و نخلفاے او و نہ
ایمہ و نحو این فعل کردہ اند انتہی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی
اپنے مجموعہ فتاوی سے تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما یفعلہ
الجہال علی راس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیٔ ویقومون عند
ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجی وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد شرک وقد منع الایمۃ الاربعۃ

[illegible] جہال اوپر شروع ہر سال کے ماہ
ربیع الاول مین کچھہ نہین ہے کوئی شئے اعتباری و دینی نہین ہے
اور کہڑے ہوتے ہین وہی جہال وقت ذکر مولد حضرت کے اور گمان
کرتے ہین کہ روح حضرت کی آتی ہے اور حاضر ہے پس یہہ گمان اونکا
باطل ہے بلکہ یہہ اعتقاد شرک ہے و تحقیق کہ منع کیا چارون اماموں
نے ایسے عقیدہ و عمل باطل سے اور قاضی نصیر الدین گجراتی نے
کتاب طریقۃ السلف مین لکہا ہے قد احدث بعض جہال المشائخ
امور اکثیرۃ لا نجد لہا فی کتاب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادۃ
سید الانام علیہ التحیۃ والسلام یعنے بیشک نکالے بعض جاہل مشائخ
نے بہت ایسے نئے امور کہ نہین پاتے ہین ہم اثر اوسکا کتاب و
سنت مین بعض اونمین سے ہے قیام وقت ذکر ولادۃ سید الانام ہے
اور کتاب بہجۃ العشاق مین لکہا ہے یا یفعلہ العوام من القیام
عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشئی بل ہو مکروہ اعنی جو کہ کرتے
ہین عوام قیام وقت ذکر ولادۃ جناب خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کے وہ کوئی
چیز نہین ہے بلکہ مکروہ ہے قال الامام الغزالی ثم البدعۃ فی الاعتقاد
بعضہا کفر و بعضہا لیس بکفر لکنہا اکبر من کل کبیرۃ حتی القتل والزنا
ولیس فوقہا الا الکفر والبدعۃ فی العبادات وان کانت دونہا لکنہا

فعلہا عصیان وضلال لاسیما اذا صادمت سنۃ ذکرۃ ستواسے اسکے
قدمار اکابر علمار مذاہب اربع جو بڑے نامی وگرامی وصاحب تصنیفات شہیرہ
ہین وہ مانع وممنکر اس عمل مولد کے ہین مثل ابوعبد اللہ ابن الحاج مالکی
صاحب مدخل اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد اور علی بن
الفضل المقدسی مالکی اور ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالمجید مالکی اور
محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب البدع والحوادث اور شمس الدین
بن القیم حنبلی اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین
بن اصل الشافعی مصنف شرح البعث والنشو اور عبدالرحمن مغربی
حنفی صاحب فتاوی اور قاضی شہاب الدین ملک العلمار دولتابادی
مصنف تفسیر بحر مواج ومولف فتاوی تحفۃ القضاۃ اور بیر علے
افندی حنفی مصنف طریقہ محمدیہ اور ابن رجب افندی حنفی شارح
طریقہ محمدیہ اور علامہ فخرالدین خراسانی صاحب تاریخ اور امام شعرانی
صاحب کتاب تنبیہ اور تاج العلمار تاج الدین فاکہانی اور مولانا فضل اللہ
صاحب بہجۃ العشاق اور صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی
اور صاحب فتاوی ذخیرۃ السالکین وحضرت شیخ احمد سرہندی مجدد
الف ثانی اور علی ہذا القیاس ہر زمانہ وہر طبقات مین اتنی بکثرت علما
ہوتے آئی کہ احصاو شمار اونکا نہایت دشوار ہے نقل عبارات مین ان

بزرگوار کی ایک عرصۂ طویل وطوار ہونیکا یقین ہے لہذا اسی قدر پر اکتفا
کی گئی اب ان مجوزین سے استفسار ہے کہ کیا وجہ قیام کی ہے اگر
بغرض تعظیم ہے تو پہلے احادیث سے گذر چکا کہ یہہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ ومبغوض تھا پھر اب بدرجہ اولی اوس
کراہت کی رعایت چاہی مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووی
حضرت کے شان مین خاص کیا جاوے اور یہہ گمان کہ اب اوس
امر مکروہ ومبغوض سے حضرت راضی ہونگے اگرچہ دنیا مین ناراض تھے
نہایت گمان بد وقابل تدارک وتعزیر ہے کسواسطے کہ شان بزرگان
سے بعید ہے کہ جس امر کو برا جانے وبد کہے اور اوس سے ناراض ہوں
پھر اوسکو اوس عالم تقدس مین اچھا جانے اور اوس سے راضی ہو
جاوے خصوصاً شان پاک حضرت مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بالفرض
یہہ تعظیم ہے بلکہ تو کسکی تعظیم ہے آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہہ ومن اول الکتاب
الی نہایتہ چاہیے نہ یک جگہہ خاص ویک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح
بلا مرجح ہے یا یہہ تعظیم خاص حضرت کی یا روح پاک حضرت ہی کی یا والدۂ ماجدۂ
حضرت کی یہہ سب بے ادبی ویک قسم کی بیحرمتی ہے ایسے لوگ قابل تعزیر
ولایق توبہ ہین کسواسطے کہ حضرت نہ وہان تشریف رکہتے نہ روح پاک
آتی ہے نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہے ولو سلم

کہ کسی کی تعظیم ہے تو ہملوگ ایسی تعظیم کے مامور نہین ہین جیسا کہ علامہ
فاکہانی نے لکہا ہے تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوجہ مشروع معہود
لا بکل وجہ امر محمود وما عہدہ فی الشرح ذلک العمل وما امرنا من اللہ بجمع الناس
لاظہار الفرح والاستبشار بمولد رسولہ الاکمل انتہی بلکہ ہملوگون کو خود حضرت نے
اس قیام مین منع فرمایا ہے کما روی لا تقوموا کما یقوم الاعاجم پس ترک
اسکا بے تعظیمی نہین ہے کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا
جیسا کہ توحید کے معنی واحد جاننا ہے ہملوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے
ہین یہانتک مصرعہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ہین ۔ اور اپنا مقتدا اور شفیع
یقین کر کے جان دل سے مانتے ہین پس تعظیم کے معنی قیام کے نہین
ٹھہرے سوائے اسکے مدار و انحصار تعظیم کا اسی قیام مین کہانسے ہوا
اور یہہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہہ قیام بدعت فی العادۃ ہے ترک اسکا
اولی ہے لیکن ترک مین گمان وہابیۃ کا ہوتا ہے اس سبب سے کرنا چاہیئے
اولا اس قول مین خود تناقض ہے آخر حکم ترک اور حکم فعل قیام اک طرح
آپسمین مخالف و متناقض ہین دوسرے یہہ کہ اگر امورات ناجائزہ مبتدعیہ
بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہوجاوین تو بہت منکرات و واہیات
ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہوجاوینگے تیسرے
یہہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیہ سے کچہہ علاقہ و واسطہ نہین بلکہ وہابیہ وہ ہے

جیسے حکام وقت اپنے شخص بدخواہ ودشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے
کرے اور انکے امن واحسان کو فراموش کر کے عداوت کرے وہی وہابی ہے
عامل احکام شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہے جیسا کہ ترک
مین گمان اتہام وہابیت کا ہوگا اوس سے بڑھ کر عمل و قیام مین قباحت
شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہے جیسا امام سخاوی نے
اپنی کتاب کنوز الحقایق فی حدیث خیر الخلایق مین دیلمی سے
نقل کی ہے قال النبی صلعم المبتدعۃ کلاب اہل النار یعنے فرمایا حضرت نے
مبتدع کتے دوزخیون کے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام ابن حجر مکی نے کتاب
زواجر عن اقتراف الکبایر کے کبرہ ۱۵ ترک سنت مین احمد و ابوداؤد
سے روایت کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر
فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ قال جلال البلقینی المراد بذلک اتباع
عافانا اللہ من ذلک وحج الیضا لعن اللہ من احدث حدثا وان اللہ حجب التوبۃ
عن کل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی روایۃ لابن ماجہ ابی اللہ ان یقبل
عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی اخری لہ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ
صوما ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج
الشعر من العجین انتہی چوتہے یہہ کہ یہہ فی دلیل جواز کے احداث کی ہے
پانچوین یہہ کہ یہہ گمان اب بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو

حادث ہوا شاہ اربل کے وقت سے آج تک کبھی اور کو ہی ہوا یا نہین
اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کون اہتمام تہا کہ لوگ کرتے آئے علاوہ اسکے
جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل اوس قایل کے اون
سب کے کرتے ہین یہہ گمان تہمت عارض سبب پس اولی اون سب کا
ترک معلوم ہوتا ہے حالانکہ اوسمین قباحت عظیم ہے چنانچہ جو ماہر ہے
اوسپر ظاہر ہے آور اوسکے تفصیل مین تطویل ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ
آور اگر تعظیم نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام ہی مین مقصود ہوتی
تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے آور نام پاک حضرت کا
سنکر بڑی تعظیم وتاکیدی امر یہہ ہے کہ درود وسلام حضرت پر بہیجین کہ
موجب اجر جزیل وثواب بیشمار ہے وباعث نجات وو فاتیہ وعید سے ترک
ترک صلوۃ والسلام واطلاق بخل سے ہے مرقاۃ مین لکہا ہے کہ آیت
ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغہ امر کا واسطے وجوب
کے ہے اور مجلی شرح موطا مین لکہا ہے اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ
واحدۃ فی العمر اتفاقا واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو
اتحد المجلس علی الاصح لا لان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب
یتکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ولیصیر دینا بالترک فیقضی لانہا حق عبد کالتسمیت

وبه قال ابن اسحاق وقال ابن العربي انه الاحوط وقال الكرخي انه لا يجب
تكرارها كلما ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم بل يستحب وفي الدر المختار
المعتمد من المذهب قول الطحاوي وصححه المجلسي وغيره انتهى والآية تدل
على الوجوب في الجملة وقيل يجب الصلوة كلما جرى ذكره لقوله عليه السلام رغم
انف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي وقوله من ذكرت عنده فلم يصل علي
فدخل النار وقوله يحسب المرء من البخل ان اذكر عنده ولا يصلي علي و
عن علي رض عنه قال قال رسول الله صلعم البخيل الذي من ذكرت عنده
فلم يصل علي رواه الترمذي كذا في المشكوة وفي زواجر عن اقتراف الكبائر
لابن حجر مكي رح اخرج الطبراني عن حسين بن علي رضي الله عنهما قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذكرت عنده فخطي الصلوة علي خطي
طريق الجنة وعن ابن ابي عاصم قال قال الا اخبركم بابخل الناس قالوا بلى
يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ذكرت عنده فلم يصل علي فذلك
ابخل الناس تنبيه عد هذا هو صريح هذه الاحاديث لانه صلى الله عليه وسلم
ذكر فيها وعيدًا شديدًا كدخول النار وتكرار الدعاء من جبرئيل والنبي صلعم
بالبعد والسحق ومن النبي صلى الله عليه وسلم بالذل والهوان والوصف
بالبخل بل بكونه ابخل الناس وهذا كله وعيد شديد جدا فاقتضى ان ذلك
كبيرة لكن هذا انما ياتي على القول الذي قال بجمع من الشافعية والا لكثيرة

والحنفیة والحنابلة انه یجب الصلوٰة علیه صلی اللہ علیه وسلم کلما ذکر وهو صریح
ہذہ الاحادیث الخ الملخص یہہ کہ نام نامی سنکر ثواب درود وسلام سے
محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام وصلوہ کے ہوتے
ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی قیام مین جہت
ذکر البتہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ وسلام
سے بہی گویا نہایت بڑہ کر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہے اور ترک قیام پر کچہہ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہیۃ و
نہی ثابت ہے جیسا کہ گذرا اور بالجملہ یہہ کہا جاتا ہے کہ اس امر مین اختلاف
وتنازع واقع ہے جیسا کہ عاملین ومجوزین بہی تاویل وتحریف وتبدیل کر
فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف ودفع تنازع اس طور پر کرین کہ
رجوع جانب آیات ونصوص واحادیث صحاح غیر منسوخہ وغیر ماؤلہ کے
کرکے حقاً والصافاً نہ تعصباً واعتسافاً تصفیہ واتفاق کرلین جیسا کہ مامور
وماثور ہے اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ فی المشکوۃ عن ابن عباس
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامر ثلثہ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ
فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ عزوجل رواہ احمد اور امر اختلافی غیر
ضروری مین جو مقتضاے احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیے اور امور محدثہ
بے اصل مین عمل بدلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانہ

مین کچھہ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہے چنانچہ ملا علی قاری
نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکہا ہے وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم
فی التراویح ونصب المنابر وبین انہ بدعۃ منکرۃ وقلت رحمۃ اللہ ما فطنہ
وقد ابتلی بہ اہل الحرمین حتی فی اللیالی الختم یحصل اجتماع من الرجال
والنساء والصغار والعبید مالا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب علیہ
الفساد العدید والمنکر الجدید ویستقبلوا النار ویستدبرون بیت الملک الجبار
ویقفون علی ہیئۃ عبدۃ النیران وفی طیش المطاف حتی لیضیق علی الطائفین
المکان ولیشوشون علیہم وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء
القرآن فی ذلک الزمان فنسال اللہ العفو والعافیۃ والغفران واللہ المستعان
انتہی اور ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد مین لکہا ہے عمل اہل المدینۃ
الذین تحتج بہ ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملہم بعد موتہم
وبعد انقراض عصر من بہا من الصحابۃ فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ
تحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء
انتہی یعنے وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہے کہ جو خلفاء راشدین کے زمانہ
مین تہا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفاء راشدین کے اور بعد گذرنے
عصر ان کے جو مدینہ مین تھے صحابہ سے بس نہین فرق ہے درمیان
عمل انکے و عمل غیر اہل مدینہ مین اور سنت حکم کرتی ہے لوگون مین

نہ عمل کیا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین کے ۔
قال العینی فی شرح صحیح البخاری فی شرح قولہ علیہ السلام ان الایمان
لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرہا قال الداؤدی کان ہذا فی حیات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم والقرون الذی کان فیہم والذی یلونہم خاصتہ لانہ
کان الامر مستقیما و قال القرطبی وفیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم من البدع
وان عملہم حجۃ کما رواہ مالک قلت ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی ثلثون سنۃ و
اما بعد فقد تغیرت الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی
اور کہا عینی نے بیچ شرح بخاری شریف بیچ شرح حدیث ان الایمان
لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرہا کے یعنی بیشک ایمان سمٹ آویگا
طرف مدینہ کے جیسے کہ سمٹ آتا ہے سانپ طرف اپنے سوراخ اعنی
بل کے داؤدی نے شرح بخاری بیچ تحت میں اس حدیث کے
لکھا ہے کہ تہا یہہ امر یعنے سمٹ آنا ایمان کا بیچ حیات نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور اون قرنوں میں کہ تھے حضرت صلعم اون میں اور اون
لوگوں میں کہ تہے متصل اونکے خاص کے اس لیئے کہ امر درست تہا رواج
بدعت سے اور کہا قرطبی نے اسمیں تنبیہ ہے اوپر صحت مذہب مدینہ
والون کے اور اوپر سلامتی اونکی بدعتوں سے اور اوپر اسکے کہ عمل اونکا

حجت ہے کہا عینی نے بعد نقل اس قول قرطبی کے شرح مذکور مین کہ یہہ سلامت
رہنا اہل مدینہ کا بدعت سے نہ تہا مگر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفاء راشدین مین گذرنے قرون ثلثہ تک آور وہ قرون ثلثہ نوّے
برس ہین آور بعد ان قرون کے متغیر ہوئے احوال آور بہت ہوئین وہان
بدعتین خصوصًا ہمارے زمانہ مین آور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ مین لکہا ہے لو ادرک الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا
الغافلون لحکموا بالحرمۃ المجاورۃ فی الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرۃ الجہل
وقلۃ العلم وظہور المنکرات وفشو البدع والسیئات واکل الحرام والشبہات
یعنی اگر پاتے پہلے پچہلون کو جیسے ہمارے زمانہ کے غافل لوگ ہین تو
حکم کرتے ساتہہ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کی بسبب شایع ہونے
ظلم اور کثرت جہل وقلت علم وظاہر ہونے بری باتون وفاسق ہونے
بدعات وسیئات اور اکل حرام اور شبہات کی علاوہ اون سبکے حال پہنچی
لحیہ وسبال اندر اہالی حرمین وعلماء وکبراء وہانکا عیان ہے جو چاہے دیکہہ
لے یا دریافت کرلے حال آنکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچہہ
ودرازی لحیہ کے ہے فی الموطا عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی یعنے روایت ہے عبد اللہ بن
عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست

کرنے مونچھہ و دراز کرنے داڑہی کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن زید بن ارقم قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ الترمذی
وصححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنے برائی نیچے لٹکانے زیر جامہ کے
ظاہر وثابت ہے عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین
الکعبین ما اسفل ذالک ففی النار قال ذالک ثلث مرات وکتاب زواجر
عن اقتراف الکبائر مین اسبال ازار اور اوسکی تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے
اسلیئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین کے وہ آتش دوزخ
مین ہوگا اور یہہ وعید شدید دخول دوزخ کی کبیرہ ہونے پر دال ہے ہرگاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلثہ متغیر وملوث بدعات
ہو کر قابل تمسک نرہا پہر اب کسطرح لائق سند واعتبار تصور کیا جاوے ایسے
امور مین حال وقال وفعل کسیی دوسرے کا سواے اسکے یہہ عمل کچھہ اہالی و
عمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا بہی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد و
محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا بعد چھہ سو چار ۶۰۴ ہجری سنہ کے ہے
وہ بسبب ارتکاب اسراف وملاہی وغنا ورقص وغیرہ خود قابل سند نہین تو
شئے محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہے کب قابل تمسک ہے اور سیکڑون
آدمی حرمین کے بہی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین لاتے

علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہوکر مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے کہ جانتے ہین کسی طرح قابل عمل نرہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہو اور عوام اوسکو سنت جانین وہ لایق ترک اور مکروہ ہے اور یہہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہے پس ترک اوسکا ضروری ہوا چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے و یالفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی اور صاحب مجالس الابرار مجلس پچانوین مین بعد اثبات کراہت و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہے تنبیہ درہ قولہ لولم یصرح الفقہاء بکراہتہا لکانت مباحۃ فی نفسہا لکنہا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس و اعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لایجیزون ترکہا حتی وصل الیہا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال ہے من شعایر الاسلام فکیف یترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فا عتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہاء حین شاع صوم ایام البیض فی زمانہ بکراہتہ لیلا یودی الی اعتقا

الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب ورد فیہ اخبار کثیرۃ فما ظنک
بالمباح وما ظنک بالمکروہ ولیس ہذا الا الفتنۃ التی قال فیہا عبد اللہ
ابن مسعود کیف انتم اذا البستکم الفتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشاء فیہا الصغیر یجری
علی الناس بدعۃ یتخذونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ وہذا منکر
وانتہی یعنی ابتداے ایجاد عمل ہذا یعنے چھہ سو چار ہجری سے آج تک
اختلاف واقع ہے کہ یہہ مباح ہے یا بدعت و عند الفقہاء مصرح و محقق
ہے کہ جب تردد و اختلاف کسی امر کے بدعت و سنت ہونے مین ہو یعنے
بعض اوسکو بدعت و بعضے سنت کہین وہ واجب الترک ہے پس وہ شئے
کہ جس کے بدعت و مباح ہونے مین تردد ہے وہ بدرجہ اولی واجب الترک
و مکروہ ہے وما ہو واجب الترک فادناہ مکروہ وقال الشیخ ابن الہمام فی
فتح القدیر ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترکہ لازم لان ترک البدعۃ لازم و
اداء السنۃ غیر لازم انتہی وقال الامام بیر علی الافندی فی الطریقۃ المحمدیۃ
ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شئے بین کونہ سنۃ او بدعۃ فترکہ لازم انتہی
وقال ابن الحاج فی کتابہ مسمی بالمدخل ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع
اعتقادہم ان ذلک من اکثر العبادات واظہار الشعایر ما یفعلونہ فی
شہر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات انتہی وقال
تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ

ولا ینقل عنہ عن احاد من العلماء الایمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون
بآثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون
انتہی ہر گاہ ایمہ علماء محققین فضلا اس طور سے لکھتے ہین تو قول یک شخص
مجہول متاخر برزنجی کا کہ سوا اس کے رسالہ کے اور کہین سے پایا نہین
جاتا ہے کب محققین و اہل الدیانۃ والابصار اعتبار کرتے ہین وسوا
اوسکے برزنجی قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف الخ لکھتے ہین پس مستحسن
جاننا متاخرین کا کسی شئے محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت وحجۃ ہونے
اوسکی نہین ہے کہ بدعت سے نکل کر تحت السنن داخل ہو اور متعین
کتاب سنت اوسکا انکار ورد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب بحر رائق
نے بدعۃ کی تعریف مین اعتبار کیا ہے جیسا کہ حال مفصل لکھہ چکے اللہ تعالے
ہدایت وتوفیق عطا فرمائے بمنہ وکمال کرمہ اور ہمیشہ ہر زمانہ مین اپنی رضا
واتباع رسول مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مین رکھے علی الخصوص اس ایام
ورزمانہ مین اسلیئے کہ اب عجیب وقت پر فتنہ آیا ہے کہ جہلہ بھی بشکل علماء
ووضع فضلا کی اختیار کر کے مسایل غلط بیان کرتے ہین اور لوگون کو
بہکاتے ہین اور دو یک رسالے چہوٹے چہوٹے اردو کے پڑہکر اپنے
کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے مشتہر ہی مین اور اگر کوئی اونکے علم
وکیفیت استعداد کی بیان کرتا ہے نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے

ہین وسخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی ودلیل بین اونکے
جہل ونادانی کی ہے آور اپنے کو بیفایدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر وتقریر
مین بمقابلہ علماء کاملین وکملاء مدققین کے ڈال کر ذلیل وخوار کرتے ہین
آور اپنے موافق وجہل ونقص عقل وہواے نفسانی کے جو جو جی مین آتا ہے
منہ سے نکالتے ہین آور جو کچہہ بیہودگی ومقتضاے سخافت ہوتا ہے
او سے بیخوف لکہہ ڈالتے ہین آور اوسکے انجام ونتیجہ کو کہ ذلت دنیا وعقبی وخرابی
اولی واخری ہے کچہہ نہین سوچتے اس قسم کے لوگ مجکو سفر حضر مین بہت
ملے ازانجملہ ایک ناقص اردو خوان بے غیرت وبیحمیت نے جو ظاہر مین
دوست قدیم سلیم وحلیم تہا اور اکثر استفادہ وتحقیق مسایل وتصحیح فتاوی
ورسایل جناب مستطاب مولانا نجش احمد صاحب قاضی لودری سے کیا کرتا تہا
بحمیت جاہلیت باظہار قابلیت ایک قریہ دار الشرور مین مولانا موصوف سے
مقابل ہوا اور روبروے بعض القضاة والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چہہ سو
ہجری مین جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تہا تب مولانا نے
کہا کہ بتاؤ کے سن چہہ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تہا جو آپ اوسکو زمانہ
خیر فرماتے ہین آیا وہ زمانہ صحابہ کا تہا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام
مجتہد کا آور وہ امر محدث بے اصل بدعت کیون نہین ہے تہہ بعض مجوزین
ومتاخرین کا اوسنے نام لیا تب مولانا نے اونکا نشان وزمانہ وسنین وفات

و تولد پوچھی تب بہت گھبرایا و خفیف ہوا تہوڑی دیر کے بعد پہر کہنے لگا
کہ فرمائیے جو لوگ سن چہہ سو ہجری مین ستھے وے سب آپسی اچھے
تھے یا بُرے تب مولانا نے قل ودل یون فرمایا کہ مجھسے ہر زمانہ مین
اچھے بُرے ہوتے آئے ہین اور اب بہی مجھسے بہت اچھے اور بعضے
بُرے ہین کوئی اس اچھے و بُرے کا فصل مجبت شرعیہ نہین ہے اوسوقت
بعض القضاة والثقات نے اوس سے پوچھا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے
اقرار و تسلیم کیا کہ جواب با صواب یہی ہے پہر بعض القضات نے
اوس سے پوچھا کہ اب اسپر آپکو کچھہ اعتراض و کلام ہے یا نہین کہا
کچھہ نہین تین تو ایک مرد جاہل ہون اتنی سُنی سُنائی تہی اور کیا
جانون پہر بسبب ندامت و پشیمانی کے غصہ مین آکر جو مقتضاے جہل و
نادانی تہا کہتا اور مولانا نے ساتہہ تعوذ و لاحول کے اعراض موافق
اس آیہ کریمہ کے کیا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین اور ایسے
رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض لوچ لچر بہرے
تہے بہت نظر آئے از انجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی باطمینان القلوب کہ
حقیقت مین جہل اسلوب و مشوش القلوب ہے نظر آیا دیکہا چاہیے
کہ کسقدر اوسمین سفسطہ و واہیات و لغویات بہرے ہین اور سر اسر
جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکہی ہین اوس سے صریح

اوسکے مولف کی جہل وناسمجھی ونادانی ظاہر ہے اگرچہ قابل ذکر وبیان
نہین لیکن بعض بعض اوسکی ہفوات وشطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے
ہین تاکہ کم علم وسید ہے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین
اور اوسکی تحریفات وخرافات وتاویلات علیلات سے ہوشیار رہین
قولہ اونکی ہدایت سے اللہ تعالے کی معرفت سے اپنی جہل ونادانی ثابت
ہوگیئی اور مشاہدہ سے نجات پاکی معرفت سے حیرت کی طرف پہونچا اقول
اولاً یہہ انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء کے خلاف ہے
دوم یہہ کہ اگر ثبوت اپنی جہل ونادانی کا عموماً ہے تو مسلم الثبوت ہے جیساکہ
اظہار اوسکا عنقریب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر خصوصاً تو وہ بھی بعض
سوا دین مسلم ہے منہا سیاتی سوم یہہ کہ مشاہدہ سے اگر مراد معنی لغوی
ہے تو مسلم وگر اصطلاح صوفیہ مقصود ہے تو غیر مسلم ہے کہ مشاہدہ کوئی
شے منکر نہین ہے کہ اوس سے نجات مناسب ہو بلکہ اگر فقرہ یوں ہوتا کہ
ترقی پاکی معرفت سے حیرت کو پہنچا تو نہایت بہتر ہوتا چنانچہ ماہرین جانتے
ہین چہارم یہہ کہ مقام معرفت سے مقام حیرت کو کہ یک گونہ مرتبہ بیخودی
وبیکاری ہے پہونچنا اور وہان متوقف رہنا عند السالکین کچھ افضل نہین
ہے بزرگان دین مقام عرفان کی دعا وعاجزی فرماتے تھے چنانچہ
ما عرفناک حق معرفتک دلیل کافی ہے جیساکہ کتب تصوف مین مرقوم ہے

قولہ یہانسے بنگالہ تک شرک اور بدعت کو مٹایا اور وعظ کہہ کے اور کتابین تصنیف کر کے لامذہبون کا رد کرتا رہا اقول لفظ یہان سے گویا واسطے ابتدا کے اور بنگالہ تک واسطے انتہا کے ہے پس مٹانا شرک و بدعت کا درمیان اس ابتدا و انتہا محدود و محصور کے مقید ہے اور حال اس دعوی بلا دلیل اور کذب کا ظاہر ہے کہ خود شہر جونپور مین کیا کیا بدعتین اور کیا رسمین اور کتنی تعزیے داری اور تبرا گوئی خصوص قریب محلہ ملاٹولہ مین جاری ہے اور جونپور سے بنگالہ تک جتنے شہر و گانون ہین سب مین مراسم منکرات و بدعات جاری ہین کوئی گانون بہی بالکل صاف و پاک نہوا پہر قول اوسکا کہ یہانسے بنگالہ تک شرک و بدعت مٹایا محض مردود ہے اور حال بیتاثیر و بیحاصل ہونے وعظ حضرت کا کہ جس کے مشتاق ہین اسی سن خرافت کو پہونچے خوب معلوم اور کیفیت تصانیف کتب بہی علما ماہرین اور مستعدین پر نیکو روشن ہے کہ جہان جہان ترجمہ کتب عربیہ کیا ہے اوسکا اوری ہو گیا ہے اور تردید لامذہبون سے کیا مراد ہے اگر مراد ابطال مذہب صوفیہ کہ مشہور ہے الصوفی لامذہب لہ تو یہ مخالف نسیاق سباق و دعوی و دلیل کے ہے اور محض خلاف بزرگان دین کے معاذ اللہ اور اگر مراد مذہب محدثین ہے تو وہ بہی محض اونکی جہل و خام خیالی ہے کسواسطے کہ جہد ناہنہ اور بڑی بات سواے اوسکے اگر وعظ و تالیفات

واہیات اسی واسطے تہا کہ بنظر شہرت و افتخار سنایا اور دیکہایا جاوے تو خالی از
نفسانیت وریا وسمعہ نہین اور نتیجہ اوسکا سبکو معلوم ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من سمع سمعہ اللہ یوم القیمہ اور ریا شرک خفی ہے قولہ خلاصہ
یہہ کہ صراط المستقیم مین جس بات کی تعلیم ہے اوسکو بعضے لوگ بدعت کہتے
ہین اور ایضاح الحق پر عمل کرنے کو لوگون کو تاکید کرتے ہین اور اوسی کے
غلط مضمون کو دیکہہ کے اس فقیر کو بعضے بدعتی کہتے ہین اور عمل مولد قیام
کے درست کہنے کے سبب سے کہتے ہین کہ فلانا اپنے مرشد کے طریقہ سے
نکل گیا اقول حقیقت کتاب صراط المستقیم یہہ ہے کہ اوسمین بیان
مستقل تصوف و تعلیم اذکار و اشغال و شغل بطور مشایخ عظام ہے اکثر
اوس مین وہ ذکر و شغل ہین کہ فی الحقیقت وہ یہہ کذائی کہین کتاب
سنت سے پائی نہین جاتی مگر بزرگون سے تعلیم اوسکی ہوتی آئی ہے
اور بیان مسایل دینیہ ضمناً اور تاکید استقامت بکتاب وسنت اولاً ومقدم
سب پر اوسمین لکہا ہے چنانچہ اکثر افادات مین افادہ فرمایا ہے اولاً کوئی
اوسکی تعلیم کو بدعت نہین کہتے ثانیاً اگر شاید کسی نے کہا بہی ہو تو اوسے
جہت ونظر سے ہے پس اگر صاحب اطمینان القلوب کو دعوی ہو تو فصل دوم
کی افادات ہدایت اولی وثانی کے اشتغال کو کتاب سنت سے ثابت فرماوین
ثالثاً صاحب اطمینان القلوب اوس اشتغال کو عبادت مستقل ومقصود بالذات

جانتے ہین حالانکہ صراط المستقیم مین اکثر مقامات مین اولاً تاکید وتعلیم عقاید حقہ موافق کتاب وسنت کے کی ہے ثانیاً ایضاح الحق کے عمل کرنے کی تاکید اس جہت سے کرتے ہین کہ سراپا اوسمین بالاستقلال تعلیم موافق کتاب وسنت کے ہے اور تحقیق وتدقیق اوس مین لطور محققین ومحدثین ومدققین قدما کی ہے اوسکی قدر اہل بصارت و بصیرت جانتے ہین بیچارے اطمینان القلوب والے کیا جانینگے مصرعہ چہ داند بوزنہ لذات ادرک ✽ اور اوسکے مضامین حقہ کو غلط کہنا عین غلطی وغلط فہمی قائل کی ہے اور کمال دلیل اوپر نقصان عقیدہ ورائے اونکی ہے اور جو لوگ اونکو بدعتی کہتے ہین نہایت صحیح و درست کہتے ہین اور بیشک طریقہ حضرت سید صاحب علیہ الرحمتہ ومولانا شاہ ولی اللہ وشاہ عبد العزیز قدس سرہم سے کہ دادا پیر اونکے ہین وہ نکل گئے چنانچہ خود منصفین مریدین اونکے قائل وآگاہ ہین قولہ[۲] اور بعضے کہتے ہین کہ فلانے کا عقیدہ اب درست ہوا اقول یہہ قول اونہین مبتدعین کا ہوگا جو مشوش القلوب یعنے صاحب اطمینان القلوب کے اب موافق ہونگے اہل توحید وتحقیق ہرگز ایسا نہین کہتے ہونگے قولہ[ص۲] اور حقیقت مین ہمارا عقیدہ جیسے کا تیسا ہے چنانچہ ہماری تصنیف کتابون سے یہہ بات ظاہر ہے اقول اولاً فصاحت عبارت پر نظر کرنا چاہیئے کہ جیسے کا تیسا ہے

ثانیا قولہ حقیقت یہن الخ دلالت کرتا ہے کہ بظاہر عقیدہ متبدل ہو گیا ہے
وہو الدعیٰ ثالثاً اگر جیسے کا تیسے سے مراد محض بتہ کذائی اذنون کے
ہے تو وہ باطل ہے کہ آگے حضرت مانع القیام والرسوم والتعینات آدم
غیر عامل تھے اور صفحہ ۱۳ مین اس رسالہ کے اب خود جواز لکھتے ہین اور
اب مجوز ہین رابعاً اگر مراد یہہ ہو کہ عقیدہ امر دلی ہے اور دل مین یہہ باتین
پہلے ہی سے بہری وجمی تہین مگر اب ظاہر ہوئین اور موقع اوسکے اظہا
و تحریر کا بسبب خلوے مقام علماے متجرین کے خوب ملا تو البتہ ایک
طرح جیسے کا تیسا صادق ہے مگر بڑی قباحت یہہ ہوئی کہ بر زبان تسبیح و
در دل گاو خر آور حوالہ اپنی تصنیفات پر ایک تو من قبل مصادرہ ہے دوم دروغ
گورا حافظہ نباشد مضامین اپنے بعض تحریرات قول الحق کو کہ اکثر کے پاس
موجود ہے یاد نرکہے یا شاید اب اوسے نہین دیکہا یا اب اوس سے بہی
انکار ہے پس حوالہ اوسکا بڑی دلیری ہے مصرعہ چہ دلاور است دزدے کہ
بکف چراغ دارد ؛ قولہ حنف اور اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول کے حکم بموجب جسوقت
سے چار مذہب حق نکلے یعنے حنفی مالکی شافعی حنبلی مذہب نکلا اور بعضے
کی کتابین جاری ہوئین اوسوقت سے سارے سنت جماعت لوگ
مذکورین سے بڑے بڑے اولیاء اللہ لوگون نے مثل حضرت جنید بغدادی
اور حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت نظام الدین اولیا

اور حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجی اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت بدیع الدین شاہ مدار اور حضرت حاجی الحرمین حاجی مخدوم چراغ ہند اور حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر قدس اللہ اسرارہم وغیرہ سارے لوگون نے خاص ہون یا عام اللہ عزوجل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم بموجب اونہی چار مذہب میں سے ایک ہی ایک مذہب کو اختیار کیا یعنی کسی نے حنفی مذہب اور کسی نے مالکی مذہب اور کسی نے شافعی مذہب اور کسی نے حنبلی مذہب اختیار کیا **اقول** خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جس جس نے ان مذاہب اربعہ سے بموجب حکم خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاً کاکت اوسکی ظاہر ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نہ تھے ولی تھے دوسرے قدس اللہ اسرارہم کے بعد وغیرہ نامنا سبے وغیرہم چاہتا تھا تیسرے یہ کہ اگر حکم خدا و رسول سے مراد تقدیر ہے تو بہ نسبت خدا مسلم ہے مگر بہ نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محل کلام کسیواسطے کہ مالک قضا و قدر خدا ہے نکوئی غیر اور اگر حکم خدا و رسول سے مراد کتاب و سنت ہے وہ کون آیۃ اور حدیث ہے کہ جس سے وجوب و تخصیص خاص پایا جاتا ہے من ادعی فعلیہ البیان قولہ اور اس فقیر نے دین جاری کرنے مین جسقدر کوشش کیا ہے اور

تکلیفین اوٹہایا ہے اور اپنی جان کو تہیلی پر رکہہ کے ملک ملک پہرتا
رہا ہے اور قرآن شریف لکہہ کر اور تجارت کر کے اپنا خرچ چلاتا تہا یا نہوتا
کہ سفر سے آگے سواری کا خرچ قرض لیکے ادا کرتا تہا اور جس مقام
مین جاتا تہا وہان اکثر مقام مین جان کا خوف رہتا تہا اور یہہ فقیر اوستو
مین تہیار بند رہتا تہا تم لوگون نے دیکہا ہے یا اپنے دادے سے
باپ سے سنا ہوگا اور اب کیسا میدان صاف ہوگیا ہے جو جا ہے
آنکہہ موندے اون مقامون مین چلا جائے وضیافت بہی کہاوے اور
نقد بہی پاوے سو اب اون مقامون مین دین مین فساد برپا ہونے کو
یہہ فقیر کسطرح برداشت کرے اقول کوشش کیا ہے غلط کوشش کی
صحیح تکلیفین اوٹہایا ہے غلط تکلیفین اوٹہائی ہین صحیح اور تکلیف
اوٹہانا بہی غلط ہے اسواسطے کہ جہان گذرنے وہان پکا پکایا پایا کہایا
مرکرہ دوزخ جاوے یا بہشت حلوے مانڈے سے کام رہا اور جب
تجارت اور قرآن شریف لکہنے سے خرچ چلتا رہا تو اس قرض نے واسطے
خرچ سواری کے کیا حاجت تہی تا کوئی اسراف مقتضی وباعث
ہوا ہو یا تجارت کافی خرچ کی نہ ہوئی ہو پہر اوس تجارت سے خرچ
چلانا غلط ہے اگر سواری کا خرچ قرض سے ادا ہوتا تہا تو یہہ قرض کس سے
ادا ہوتا تہا اور وہ فتوح جو بصد فتوح ہاتہہ لگتی تہی کہا ہوتے تہے اور

حضرت سلامت ملک ملک نہ پہرتے تو کیا کرتے وطن مین کوئی سہارا آقات
گذران وجایداد ومعاش بہی تو نہین ہے اور حال علوی خاندانی و
ریاست کا معلوم اور اس لنترانی وفضول بیانی سے کیا فایدہ اس سفر کا حال
مفصل انکے ہمراہیان سے وپیر بہایئون سے سنا چاہیئے کہ کتنے روزمرہ میر
ہوتے تہے اور کیا کچہہ فتوح حاصل ہوتے تہے اور کسقدر خرچ وسامان
تہا کیفیت اسکی اونہین ہمراہیان ودیگر ملاقاتیان انکی سے دریافت
کیا جاے تو صاف معلوم ہو جاے اس مختصر مین گنجایش اوس
طول کی نہین اور اب میدان صاف ہین مولوی صاحب کو کون
امر مانع وصول نقود وضیافت ہے ہان حلوا خوردن را روے باید
سواے اوسکے یہہ تو وہ کہے جو خود نبری ہو آنہتی عمر مولوصاحب
کی اسی ضیافت ونقود سے بعافیت بسر ہوئی اور باقی باتین قابل
لکہنے کے نہین ہے **قولہ** اور لامذہب لوگ ایک معین امام کی
تقلید سے منع کرتے ہین معتزلہ مذہب کے پیرو ہین —
اقول ایک معین امام کے تقلید کے منع کرتے ہین یہہ ترکیب
قبیح وغیر فصیح ہے مناسب یون چاہتا تہا کہ امام معین
کی تقلید کو منع کرتے ہین کما لایخفی علی الماہرین قطع نظر ازین
اس جہل اور نافہمی کا جواب وعلاج نہین کہ مانعین وجوب تقلید

سمجھے کو لامذہب اور پیرو معتزلہ اقرار دیا ہے حالانکہ علماء متقدمین اور
کبار سلف صالحین اس بارہ میں مبالغہ کرتے آئے چنانچہ عقد الجید
و دیگر تصانیف مولانا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے خوب واضح ہے جو
چاہے دیکھ لے یا تحقیق کر لے چنانچہ فوز الکبیر میں مولانا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہیں بالجملہ اگر نمونہ یہود خواہی کہ بہ بینی بہ بین علماء یہود کہ دنیا
طلب باشند و خوگرفتہ بتقلید سلف و معرض از کتاب و سنت و تعمق و تشدد
در استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پروا شدہ اند
و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدائے خود ساختہ باشند
تماشا کن کانہم ہم انتہی اور باوجود اسکے اطمینان القلوب والے
پیروی صراط المستقیم کے بڑے مدعی ہیں پھر مخالفت صریح اوسکی کرتے ہیں
اور اونکی شان میں بھی بے ادبی و گستاخی و ناخلفی کرتے ہیں جیسا کہ اہل
تمیز پر ظاہر ہے صراط المستقیم میں فصل دوم کی ہدایت اولی کی تمہید سوم
صفحہ ۷ چھاپہ میرٹھ میں لکھا ہے تمہید ۳ در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ
رایج در تمام اہل الاسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم را منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نہ اند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردید
بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ و بعد از آن کہ کتب و تصنیف شدہ جمیع
آن علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع

ہیچ مجتہد دران نکند واہل حدیث را متقدایے خود شناسد و بدل محبت
ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوعے فایدہ
مصاحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب
گشتہ اند و مقلدان تو تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی میدانند محتاج آگاہی آن
نیستند انتہی منصفو غور کرنا چاہیئے کہ اطمینان القلوب والے نے
کسقدر بے ادبی و دریدہ دہنی و ناخلفی کی ہے اولاً یہہ دیکھنا چاہیئے کہ
مولانا نے صیغہ نہی مذکر غایب اس بارہ مین نداند و نکند فرمایا ہے اب
مانع کون ہوا یعنی اگر یہی منع تقلید لامذہبی ہے تو اونکے مرشد صاحب
صراط المستقیم سے پائے گئے ثانیاً اہل حدیث کو مصاحب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے فرمایا ہے اور یہہ اونکو لامذہب اور مقلد معتزلہ فرماتے ہین ثالثاً
قول بے اصل و نقل محض اوس ناقل کی کب قابل اعتبار ہے یعنی بمقابلہ
صدق و تحقیق اوسکے یہہ دو قول اونکا کہ قولہ اور مرشد برحق حضرت جناب
سید احمد کے زمانے مین کہین کہین لامذہب لوگ نمود ہوئے تھے
اور حنفی مذہب کے لوگون کو وسواس دلاتے تھے سو اوس وسواس
کے رفع کرنے کے واسطے ایک روز حضرت مرشد ممدوح قدس سرہ
اپنے حنفی ہونے کا فخر کرکے فرمانے لگے کہ چارون امام برحق ہین اور
چارون کا اجتہاد حق ہے مگر ہمارے امام صاحب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کا اجتہاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا ہے کہ حنفی لوگون
سے بڑی بڑی خدمت لیتا ہے الخ اور قولہ اکروز اس فقیر نے اپنے مرشد
حضرت سید احمد قدس سرہ سے عرض کیا کہ کچھہ لوگ ایسے نکلے ہین کہ وے
کہتے ہین کہ فقہ پر عمل کرنے کی کچھہ حاجت نہین عمل بالحدیث سے آدمی کی نجات
ہوتی ہے تب اونکا چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ فقہ کی متلون کتابین مانند
حدیث متواتر کے ہین اوسی پر تم آنکھہ موندے عمل کرتے رہو الخ سوا ے
اوسکے اگر کوئی پوچھے کہ کب اور کہان اور کس کے مقابلے ہین کس وقت
حضرت نے یہہ فرمایا اور کون گواہ اور کیا ثبوت ہے اور کیا وجہہ مخالفت
صراط المستقیم اور اس قول کی ہے اور یقول باطل و نقل کاذب اوسکی توجیہ
مخالفت خود صاحب اطمینان القلب بر خلاف صراط المستقیم کے عمل کرنے
کو فرماتے ہین تو کچھہ بن نپڑی چنانچہ اہل عقل و صاحبان علم وانصاف
خوب جانتے ہین سوا ے ازین جواب بقدر فہم سائل ہوتا ہے خاص یہہ
حکم اطمینان القلوب والے ہی کو فرمایا کہ تم آنکھہ موندے عمل کرتے رہو
اور قول اولمین اور ان دونون قول مین ایک مخالفت یہہ ہے کہ قول
جمیل مین لکھا ہے ومنہا ان لا یتکلم فی ترجیح مذہب الفقہا بعضہا علی بعض
بل یقبلہا کلہا علی القبول بجملۃ ویتبع منہا ما وافق صریح السنۃ و معروفہا انتہی
اس بیان مین صریح ترجیح مذہب حنفیہ کی پائی جاتی ہے اور حال اونکا

معلوم ہوا تو کہ اور اپنے سارے مشایخ کو مانند حضرت شیخ ا
مجدد الف ثانی کو اور حضرت شیخ عبد الرحیم اور حضرت شاہ ولی اللہ اور
شاہ عبد العزیز قدس اللہ اسرارہم کو حنفی مذہب اس فقیر نے پایا اقول
یہہ پایا بلا ملاحظہ تصانیف انکے ہے اسواسطے کہ ان حضرات کے
تصانیف مین عمل تقلید کے مسائل بطور قدمار لکھے ہین اور عمل مولد
وقیام وغیرہ مین جو لکھا ہے اوسمین سند نہین لاتے ہین میٹھا گپ و
کڑوا تہو تہو جو اپنے مشایخ کے مخالف ہو وہ کب مقبول ہوگا اس مقام
مین نقل روایات و عبارات مین ان بزرگوار کے طول ہے دیکہہ لے
جو اہل عقول ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد ثانی انتباہ
مین فرماتے ہین بعد ازان باید دانست کہ فقیر دعوی استقلال ندارد بلکہ امروز
بعد ازان کہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ و مطمح قصد معرفت مقاصد شارع
ساختہ و مجتہدین و محدثین را رواۃ دین دانستہ و حرف تقلید یکسو گذاشتہ
و تخریج بر قول کسے و مقید بودن بر روش کسے موقوف داشتہ کما کان
حال القرون الاولی و حال جماعۃ من القرون المتاخرۃ متردد ست در دو حالۃ
در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال ائمہ اربعہ بر بعض میکنند و مراصح اخذ می نمایند
و در بعض احوال تکلفات باردہ متاخران را مناسبت بقرون اولی نمی یابد
و خشک شدن را بتتبع وجوہ مردیہ و بچشم پوشیدن از بعض اخر رضا

بمنید سند و تفتیش سیرے کہ در قرون اولی فتیجے بود بر قاعدہ نمی شمارد و جولانگاہ
اہل رائے علم مصالح و مفاسد میداند نہ علم شرائع و حدود و در این صورتہا توقف
مے کنند از قبول تفاریع و تخاریج متاخران و بر معرفت قرون اولی واقف
مے شود انتہی اور عقد الجید فی مسئلۃ الاجتہاد والتقلید میں فرماتے ہیں اعلم
ان التقلید للمجتہد علی وجہین واجب وحرام فاحدہما ان یکون من الروایۃ والاول
تفصیلہ ان الجاہل بالکتاب والسنۃ لا یستطیع بنفسہ التتبع والاستنباط فکان وظیفتہ
ان یسأل فقیہا ما حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلۃ کذا وکذا فاذا اخبر اتبعہ
سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منہ او مقیسا علی المنصوص وکل ذلک
یرجع الی روایۃ صلی اللہ علیہ وسلم ولو دلالۃ وہذا قد اتفقت الامۃ علی الصحۃ قرنا
بعد قرن بل الامم کلہا اتفقت علی مثلہ فی شرائعہم وامارۃ ہذا التقلید ان یکون
عملہ بقول المجتہد کالمشروط بکونہ موافقا للسنۃ فلا یزال متفحصا من السنۃ بقدر
الامکان فمتی ظہر الحدیث یخالف قولہ ترکہ واخذ بالحدیث والیہ اشار الائمۃ قال الشافعی
اذا صح الحدیث فہو مذہبی واذا رأیتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا
کلامی بالحائط وقال مالک ما من احد الا ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو حنیفہ لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی
وقال احمد لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوا من
الکتاب والسنۃ والثانی ان یظن بفقیہ انہ بلغ الغایۃ القصوی فلا یمکن ان

یحتطی فیہا بلغہ حدیث صحیح صریح یخالف مقالتہ لم یترکہ او ظن انہ لما قلدہ کلفہ
اللہ بمقالتہ وکان السفیہ المحجور علیہ فان بلغہ حدیث استیقن بصحتہ لم یقبلہ
لکون ذمتہ مشغولہ بتقلیدہ فہذا اعتقاد فاسدہ وقول کاسدہ لیس لہ شاہد
من النقل والعقل وما کان احد من القرون السابقۃ یفعل ذلک وقد کذب
من لیس بمعصوم من الخطاء معصوما حقیقتہ او معصوما فی حق الحل بقولہ وفی
ظنہ ان اللہ تعالی کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولہ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالی
وانا علی آثارہم مقتدون وہل کان تحریفات الملل السابقۃ الا من ہذہ الوجہ
انتہی اور جلد ثانی انتباہ میں مولانا شاہ ولی اللہ رح افادہ فرماتے ہیں بایدہ
دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام الہی است وطریق معرفت آنہا
کتاب وسنت وآثار صحابہ وتابعین واستنباط از کتاب وسنت است وآنرا در
عرف علماء فقہ گویند وفقہا را مذاہب مختلف است ومسالک متنوع وتاخران
را در اختیار مذاہب فقہا وعمل بران اختلاف است اکثر متاخران تقلید مذہبی
از مذاہب مشہورہ کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند
سفیہہ محجور علیہ باشند وآئین راہ مبارک کسے را کہ از علم کتاب وسنت بہرہ
نیافتہ باشند ودر مدارک علماء خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان
اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب
وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب وسنت است

وست از تقلیدان دران مسئلہ باز دارند تقلید دران مسئلہ بکسے کنند کہ
قول او موافق بودہ باشد کتاب و سنت را اگر مخالف مذاہب متبوع خود
افتد رو نکنند و عمل بران ممتنع ندانند و نگویند کہ ذمہ ما مشغول شدہ است
بتقلید شخصے پس ما را تخلف از اتباع وے ممتنع است اگرچہ حدیثے مخالف
نص متبوع خود برسد و بتاویل فاسد کہ طبع سلیم از قبول وے اباکند و بران
احکام وضع متبوع خود راست بکنند وظن غالبے کہ از احادیث مرویہ در کتب
مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ دانستہ را جہل مرکب نا دیدہ و
نا دانستہ نسازند و گرایں شرط فوت شود در قول خدا تعالی ام اتینا ہم کتابا من
قبلہ فہم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا آبائنا علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون ۞
وکذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوہا انا وجدنا اباءنا
علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون ۞ قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم علیہ اباءکم
قالوا انا بما ارسلتم بہ کافرون ۞ واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما
الفینا علیہ آباءنا ؕ اولو کان اباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون ۞ داخل انتہی
اور فرمایا ہے مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر آیۃ بل نتبع ما
الفینا علیہ اباءنا کی دریں آیۃ اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکہ
از مقلد باید پرسید کہ ہر کرا کہ تقلید میکنی نزد تو محق است یا نہ اگر محق بودن
اورا نمے شناسی پس باوجود احتمال مبطل بودن او چرا او را تقلید می کنی دیگر

صحیح بودن او را می شناسی پس بکدام دلیل می شناسی اگر بتقلید دیگری می شناسی
سخن دران خواهد رفت و تسلسل لازم خواهد آمد و گر بعقل می شناسی پس آنرا چرا
در معرفت حق صرف نمیکنی و عار تقلید بر خود گوارا میداری طریق دوم آنکه کسی
را که تقلید میکنی اگر این مسئله او هم بتقلید دانسته است پس تو و او برابر شدید
او را چه ترجیح ماند که تقلید او میکنی و گر بدلیل دانسته است پس تقلید وقتی تمام
نشود که تو هم آن مسئله را بهمان دلیل بدانی والا مخالف او باشی نه مقلد او و
چون تو هم آن مسئله را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد انتهی اور تفسیر آیہ ولئن
اتبعت اهواءهم بعد الذی جاءک من العلم مالک من الله من ولی ولا نصیر فرماتے
ہین ازین آیہ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلایل و سطوع براہین تقلید باطل است
زیرا کہ اتباع ہوی بعد مجی العلم است انتہی اور حضرت مولوی نعیم اللہ بہرایچی خلیفہ
حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ معمولات مظہریہ مین بضمن اعمال
حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے لکھتے ہین قولہ دست را برابر سینہ مے بستند و
مے فرمودند کہ این روایت ارجح است از روایت زیر ناف اگر کسے گوید
کہ درین صورت خلاف حنفیہ بلکہ انتقال از مذہب بمذہب لازم مے آید گوئیم
بموجب قول ابی حنیفہ اذا ثبت الحدیث فهو مذهبی انتقال در مسئلہ جزئی
اختلاف مذہب لازم نمے آید بلکہ موافقت در موافقت است چنانکہ حضرت
ایشان را درین باب مکتوبے است لغایۃ مبین ہر کرا ریب و شبہہ باشد در آنجا

رجوع نماید انتہی اور رسالہ مولفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب الملقب بشاہ عبداللہ المجددی بلہن جو خاص ذکر حالات و مقامات حضرت مرزا صاحب مین ہے اور وہ رسالہ مطبع احمدی مین باہتمام ظفر علی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین چھپا ہے اور یہہ مکتوب لبعض مکاتیب حضرت مرزا صاحب قدس سرہ کے مکتوب و موجود ہے بچشم انصاف و دیانت دیکھنا چاہیئے مکتوب شانزدہم در عمل بحدیث سیدہ بودند کہ در مسئلہ عمل بحدیث و انتقال از مذہبی چہ مے فرمایند مخدوما در عمل بحدیث شیخ محمد حیات محدث مدنی رحمہ اللہ رسالہ نوشتہ ملخص ان بفارسی محرر مے شود قال اللہ تعالی ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما جئت بہ حدیث صحیح است روایت کردہ است آنرا ابوالقاسم بن اسمعیل بن الفضل اصفہانی در کتاب الحجہ وذکر کردہ در روضۃ العلماء کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرمودہ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول الصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم و قول مشہور ہست ازان امام کہ فرمودہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی پس کسے کہ مہارتے در فن حدیث دارد و ناسخ و منسوخ و قوی از ضعیف مے شناسد اگر بحدیث ثابت عمل نماید از مذہب امام برنمے آید چرا کہ قول امام اذا ثبت الحدیث فہو مذہبی نص است درین باب و گر باوجود اطلاع بر حدیث ثابت عمل نکند این قول امام را اترکوا قولی بخبر الرسول خلاف کردہ باشد و مخفی نیست کہ ہیچ یکے از علماء امت بجمیع حدیث را احاطہ

نکرده است چنانچه قول امام اترکوا قولی بخبر الرسول نص است بران که جمیع حدیث
با امام نرسیده بلکه بازان فوت شده و چرا فوت نشود که مثل خلفاے راشدین که
اعلم امت و ملازم صحبت جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم بودند بعض
احادیث از ایشان نیز فوت شده و میداند این معنی را هر که معرفت فن حدیث
دارد و ظاهر است که بر هر افراد امت اتباع پیغمبر واجب است و اتباع غیر
یکی از این همه واجب نیست و اولا است مختار از مذهب هر که از مجتهدین خواهند
اختیار نمایند و هر که میگوید عمل بحدیث از مذهب امام بدر آرد و اگر هر آنی بر سر محدثی
دار و بیارد آما انتقال از مذهبی بمذهبی از این روایت مشهور و تفصیلے خواهد از
امام سیوطی رساله مسمے بجزیل المواهب فی انتقال المذاهب تالیف کرده حاصل آن
این است که انتقال از مذهبی بمذهبی جائز است و جزم کرده بران امام رافعی
و در پیے او رفته امام نووی در روضه گفته که بعد تدوین مذاهب آیا جائز است
مقلد را که انتقال از مذهبی بمذهبی بکند گویم که لازم است هر مقلد را که طلب علم
باحوال هر دو مجتهد نماید چون آن غالب شد ظن او که طرف ثانی اعلم است جائز است
او را بلکه واجب و اگر تخییر کنیم نیز جائز انتهی و مقلد را احوال است از روی عقل از
چهار حال خالی نیست اگر مقلد یا نادانی است یا عالم و این هر دو را باعث بر انتقال یا
غرض دینی است یا دنیوی پس اگر عامی و نادانی است از معرفت فقه دار از
مذهب خود خبر ندارد میداند دار انتقال اراده حصول مال یا جاه کرده پس امر

اوا خف است که بحقیقت انتقال او استیناف است و اگر عالم و فقیه بود و برای
دنیا انتقال میکند پس امر او اشد است زیرا که بلا عبث بمذاهب میکند برای غرض
دنیاوی و این معنی غیر جائز است و اگر در مذهب خود فقیه است و باعث انتقال وی
سبب دینی است و مذهب دیگرے نزد او ترجیح یافته است بقوت ادله پس بر این
چنین کس انتقال واجب است و برو استیفے جائز است و اگر عاری از فقه است و در
مذهب خود بتفقه مشغول شده و جاهل مانده و مذهب غیر را بر خود سهل و سریع الادراک
دانسته و اورا التفقه درین مرجو است بر این چنین کس نیز انتقال واجب است
زیرا که تفقه در مذهبے بهتر است از جهل در جمیع مذاهب که غالبا عبادت جاهل
صحیح نبود و اگر انتقال را هیچ سببے دینی یا دنیوی نیست بلکه مجرد مذهب تقلید
مجرد عمل بود پس جائز است عامی را و ممنوع است مر فقیه را زیرا که او در مدے تفقه
این مذهب حاصل کرده چون بمذهبے دیگر انتقال کند عمرے دیگر باید برای تفقه آن
مذهب و از عمل که مقصود است باز ماند پس او را ترک انتقال اولی است و آنچه میگویند که اگر
غیر حنفی بمذهب حنفی انتقال کند جائز است و عکس آن جائز نه محض بحکم تعصب است دلیلے ندارد زیرا که
ائمه کلهم در حقیقت برابر اند و اگر در تقدیم مذهب حنفی یا مذهب دیگر بر مذهبے نصی از آیت
و حدیث وارد بودے تقلید آن مذهب بر هر فرد امت واجب بودے و تقلید دیگر
جائز نبودے و این معنی خلاف اجماع است و صاحب جامع الفتوی که حنفی
مذهب است گفته که جائز است مرد یا زن را انتقال از مذهب شافعی بمذهب حنفی

برعکس آن اما باید کہ لکانیت مذہب اختیار کنند نہ در بعض مسائل بسیار کس از
خلف و سلف انتقال نمودہ اند اگر جائز نبودے نکردندے و ہر کہ بخلاف آن
گوید قول بے دلیل است و نامقبول و غیر معقول والسلام علی من اتبع الہدی
انتہی انکار اس مکتوب کا مستلزم انکار بہت بہت امور کا ہے ع
اگر عاقلی یک اشارت بس است ؛ وفی عقد الجید ثم نقل عن جماعۃ عظیمۃ
من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب
معین من زمن اصحاب المذاہب الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک
امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ الخ و ایضا فیہ اعلم
ان العامی الصرف لیس لہ مذہب وانما مذہبہ فتوی المفتی الخ اور مولانا مقتدانا
حضرت مولوی سخاوت علی قدس سرہ بضمن جواب سوالات اربعہ سوال چہارم کے جواب
مرقومہ بستم ذی الحجہ ۱۲۷۱ہجری میں افادہ فرماتے ہیں اگر فرضا علماء اعلام حنفی
نباشند چہ وجہ طعن حنفی شافعی بودن خود واجب نیست چنانچہ در فواتح الرحموت
شرح مسلم الثبوت مرقوم است و نسبت فقیر حاجت استفسار نیست حنفی ام بحنفیتہ حقہ اما
امام ما فخر خود میدانم و عین اتباع ہمین است کہ وقت یافتہ شدن قول رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قول کسے نشنود و ہمین است مذہب امام ما اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ومذہب جمیع ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جواب منجملہ جواب سوالات خمسہ
مرقومہ چہارم شعبان روز چہارشنبہ ۱۲۷۲ہجری ارقام فرماتے ہیں جواب سوال سوم

جاہلے کہ تقلید احدے از ائمہ اربع لازم نگرفتہ محض بگفتہ عالم متقی دیندار بدون تقلید
مذہب راہ می رود مومن صحیح است مبتدع نیست چہ تقلید احدے از ائمہ بطور تعین لازم نیست
بعموم آیہ کریمہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہر مجتہد را در ہر مسئلہ کہ خواہد اتباع و تقلید
بر سبیل عموم واجب است نہ آنکہ معین است معنی واجب مخیر کہ حجۃ اللہ علی العالمین شاہ عبد العزیز
قدس سرہ در فتح العزیز فرمودہ اند و جاہل را خود مذہب نیست العامی لا مذہب لہ
قول علماء حنفیہ است رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و عالم را ہے باید کہ روایات فقہیہ را
بر کتاب و سنت عرض نمودہ فتوی دادہ باشد و عامی را اتباع این چنین عالم
جائز است و تخصیص عمل بفتوی مجتہدی خاص بغیر حکم شارع است
از عموم مخصوص بدون برہان و شریعۃ من عند نفسہ الخ وفی المسلم و لو التزم
مذہبا معینا فہل یلزم الاستمرار علیہ فقیل نعم و قیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ
اللہ وایضا فیہ ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الامۃ
علیہ السبکی وفیہ و یستخرج منہ ای من قول السبکی المذکور جواز اتباع رخص المذاہب
ولا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ الخ اور آخر کتاب
مسلم میں بعد نقل اس کے ابن الصلاح کی تمہید میں عراقی سے نقل کی ہے
انہ انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر و
اجماع الصحابۃ علی ان من یستفتی ابابکر و عمر و قلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ
و معاذ بن جبل و غیرہما و یعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی رفع ہذین الاجماعین

تعلیہ الدلیل انتہی قولہ شہ اور مکہ مدینہ دونون کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان اور دین ان دونون مکانون مین سمٹ کے
رہیگا جیساکہ سانپ اپنے بل مین سمٹ جاتا ہے اقول اولا یہہ مضمون حدیث
اس مقام مین کچھہ مفید مدعا نہین کسواسطے کہ یہہ سمٹ جانا خاص قرون
ثلثہ مین تہا جیساکہ داودی نے شرح صحیح بخاری مین تحت اس حدیث کے
لکہا ہے کان ہذا فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقرون الذی کان فیہم
والذین یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما اور عینی نے شرح بخاری مین
لکہا ہے ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین
الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد تغیرت الاحوال
وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی انتہی ثانیا اگر اوس سے
زمانہ اخیر قریب قیامت بعد ظہور اکثر العلامات مراد ہے توپہر باوجود عدم
تسلیم کے اس سے کچھہ فائدہ صحیح نہین ثالثا اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہہ
زماننا ہذا یعنے حال مراد ہے تو لازم آتا ہے کہ اس زمانہ مین سوائے حرمین
کے کہین دین و ایمان نہو کیونکہ جسوقت سانپ اپنے بل مین سمٹ
جاتا ہے توپہر اوسوقت خاص مین کہین نہین رہتا اسواسطے کہ تمام
وجود شے ممکن کا زمانہ واحد مین دو مکان متعدد مین محال ہے تیسرا طیبان الیکو
واسطے اور اونکے اہالی وموالی ومریدین ومحبین پر بڑی قباحت وبڑی مصیبت

بڑی کمالا یخفی انا للہ وانا الیہ راجعون قولہ اتنا سمجھ لو کہ لامذہب لوگون
کا یہی مذہب ہے کہ کسی امام کی تقلید نہ کرین باوجود اسکے جتنے لامذہبو
سے ہمسے ملاقات ہوئی سب نے ہمسے اقرار کیا کہ ہم حنفی مذہب میں قولہ
اور اپنے رسالہ میں بھی لکہا کہ حنفی ہونا ہمارا فخر ہے مگر باوجود اس قرار کے
اپنے رسالہ مین لامذہبی کا بیان کیا اور آپ رفع یدین بھی نہیں کرتے اور
بلند آواز سے آمین بھی نہین کہتے اقول ان دونون قولوں میں سراسر تہمت
و بدگمانی ہے پہلے قول مین لکہتے ہین کہ لامذہب لوگون کا یہی مذہب ہے
اولا لامذہب قرار دیکر پہراونکا مذہب عدم جواز التقلید ٹھہرانا ایک طرح اجتماع
الضدین اور باطل فرما ممنوع ہے اور نیز قول اول مین جسیر الزام لامذہبی کا
لگاتے ہین ساتہہ اوسکے اقرار اوسکے حنفیہ کا بھی لکہتے ہین اور قول
ثانی مین لکہتے ہین کہ اپنے رسالہ مین بھی لکہا کہ حنفی ہونا ہمارا فخر ہے
اور آپ رفع یدین بھی نہین کرتے اور بلند آواز سے آمین بھی نہیں کہتے
مقام انصاف ہے کہ جو زبانی و تحریری مقر حنفیہ ہو اور عمل میں بھی حنفی ہو
اوسکی کرے پہراوسکو لامذہب کہنا یا گمان کرنا خالی بغض و عداوت
و نفاق و حسد سے نہین ہے اور فرضًا رسالہ مین بیان لامذہبی جو محض
مجہول و موہوم ہے بمقابلہ اقرار زبان و تحریر و عمل بالارکان کی کچھ محل
اعتراض نہین ہے رسالو نمین کہین بیان ضمنی کہین الزامی و کہیں اصلا

کہین لفظاً ہوتا ہے نفس اس لیئے یہہ اعتراض نہین وارد ہو سکتا آسکو
منصفین ماہرین جانتے ہین بیت تو چہ دانی زبان شاہان را + کہ نہ دیدی
شبے سلیمان را + قولہ بڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے نہ پایا اور جاہل نے پایا اقول اولاً نہ لکہنا یا نہ عمل
کرنا مستلزم نپانے کا نہین ہے دوسرے یہہ کہ زمانہ حضرت امام مین
احادیث غیر مدوّن و منتشر و پریشان تہے وجدان و حصر اوسکا بہت
دشوار و مشکل تہا ثالثاً حال مفصل پانے و نہ پانے کا کتاب دراسات
اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین دیکہنا چاہیے وہ مصنفہ معتقف
نہایت نامی و معتبر و مقبول ہے قال الامام الشعرانی ان عذر ابی حنیفۃ
فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ الخ قولہ
تم لوگ اتنا غور کرو کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب مین تقیہ درست
نہین یہہ جو لوگ جو تقیہ کرتے ہین تو ایسے لوگ بلاشبہہ اہل سنت
و جماعت نہین ہین اقول حال تقیہ و سُنّی ہونے و نہونے کا قول
فیصل براہین قطعیہ سے ظاہر ہے جسکی تصحیح نقل انشاء اللہ دیجاویگی
اور بمقام بکسر ضلع شاہ آباد بمقابلہ مولوی سید امداد علی صاحب سابق منصف
بکسر ضلع شاہ آباد چنانچہ ثبوت تحریری خاص اوسکا دلیل کافی اوس
خروج کے مذہب سنت جماعت سے ہے اور وہ رسالہ جابجا ممالک شرقی مین

اور پاس مولوی صاحب کے جو بالفعل صدر الصدور مظفر پور مین تعینات موجود ہے
اور راقم کے سوا اور دن نے بھی دیکھا ہے اور روبروے حضرت مولانا
سخاوت علی جونپوری اور مولانا محمد عبد الحلیم علیہم الرحمتہ کے قیام نہ کرنا
اور بعد گفتگو مقر بعدم جواز ہونا اور یہ باب اصرار قیام مین کرنا خالی تقیہ
سے نہین ہے کما لا یخفی قولہ ایک رسالہ جسکا نام قوت الایمان ہے
تصنیف کر کے چھپوا دیا الخ اقول اوسکا بھی حال اسی رسالہ پر
قیاس کرنا چاہیئے یہی حضرت کی لیاقت و تاثیر کا نمونہ ہے مشتے
نمونہ از خروارے چنانچہ کیفیت اوس رسالہ کی رسالہ مولوی سید شجاع الدین
علی خان ابن مولانا یتیم اللہ خلیفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ سے
خوب ظاہر ہے اور وہ رسالہ مطبوعہ ۱۶ ذی الحجہ روز جمعہ ۱۲۸۴ ہجری بھی
ہمارے پاس موجود ہے قولہ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب مرحوم نے
اس رسالہ کو سر منبر کئی جمعہ مین سبکو سنا دیا اقول آج تک کبھی سے
یہہ نہ سنا گیا اور نہ کہین سے اسکا ثبوت ہے یہہ ناحق جعلی نقلی ہے
اور اگر بالفرض سنایا بھی ہو تو نفس الامر مین جو اوسکی کیفیت سراسر
خبط و غلط رہی ہو گی اوس سے لوگون کو آگاہ کر دیا ہو گا کہ کوئی مغالطہ
در پیش کسی مین نہ آوے جیسے ہمنے ارادہ کیا ہے اور جہان جہان اطمینان
القلوب والے نے معیار الحق کے مصنف عمیم الفیض کثیر العلوم مذمت

کی ہے وہ سب نسبت خبطی و بے علمی و بد دینی و حسد اطمینان القلوب والے کے ہے اللہ تعالی اوسکو توبہ نصیب کرے اور خاتمہ بخیر کرے معیار الحق کی کوئی بات بے دلیل و بے سند نہین ہے بلبیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✦ قولہ اب سے تم لوگون کے شہر اور گانون مین کوئی مولوی بن کے آوے تو جب تک یہہ اقرار نکرے اور لکہہ نہ دے کہ معیار الحق لامذہبون کی کتاب ہے اہل سنت وجماعت لوگ اوس کتاب سے پرہیز کرین تب تک کوئی اوس مولوی کی نہ صحبت کرے اور نہ اوسکا وعظ سنے اور نہ اوس سے مرید ہو اقول اچھا اقرار نکالا ہے اگر ایسا ہی کوئی اطمینان القلوب و براہین قطعیہ و قوت الایمان وغیرہا کو کہے تو کیا علاج ہے سوا اسکے نامی مرے نام کو اور بیٹو مرے پیٹ کو اس آمدنی جو قور سر پلاؤ نقود نصیب نہوا تو یہہ اوسکی جھنجھلاہٹ ہے مدت کی چاٹ پڑی تہی کیونکر شاق نہو قولہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تابعین تہا اور انکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب لوگون سے ملاقات ہے اس بات کا بہی انکار کیا ہے اقول اولا اس بات کو دیکہنا چاہتا تہا کہ یہہ انکار کسی کتب کے حوالہ و موافق ہے یا نہین اگر غیر حوالہ ونا موافق ہو تو خیر وگر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملالین جب ملے تو اپنے لکہے کو رو بین

یا اصل منقول عنہم کو کچھ کہین یا لکھین قولہ اب سنو تم اہل سنت وجماعت
لوگون کے ساری کتابون مین تقلید کے معنی اسطلح پر لکہا ہے کہ تقلید
کے یہہ معنی ہین کہ عمل کرنا مکلف یعنی عقل والے بالغ کا دوسرے کے
قول یا فعل کے موافق بغیر دلیل کے قولہ اور اس بات کو خوب یاد رکہو کہ
حجتہ یعنی دلیل شرعی چار ہے کتاب سنت اجماع قیاس انہین چارون دلیل
سے مجتہد مسئلہ نکالتا ہے اور انہین چارون دلیلون سے مجتہد کا قول
مدلل یعنی بادلیل ہوتا ہے سو معیار الحق مین تینتالیسوین صفحہ مین تقلید کے
معنی اس لفظ کے ساتھہ لکہا ہے معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول
کے یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ قول بلادلیل اس شخص کے
جسکا قول حجت شرعی نہو اقول مآل ان تعریفون کا یہی ہے کہ تقلید
کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہد ونکا دلیل شرعی نہین
اب دیکہنا چاہیے کہ ان دونون تعریف مین کیا فرق ہے اور لفظ بلا دلیل یا
صفت قول کے سمجہکر بیہودہ گوئی کی ہے حالانکہ لفظ بلا دلیل صفت قول
کی ہو اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا قول ہو جو غیر دلیل شرعی ہو یعنی وہ قول
دلیل شرعی نہو پہر بہی دونون تعریفون مین مغایرت نہین کیونکہ اسوقت
مین معنی قول صاحب معیار الحق کے یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ ایسے
قول کے کہ وہ قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو کہ جسکا قول دلیل

شرعی نہو اور باقی رہگیا یہہ امر کہ قول مجتہد حجتہ شرعی ہے یا نہین سو
خود مشوش القلوب یعنی اطمینان القلوب والی تسلیم کر چکے ہین کہ ادلہ چار
ہین کتاب و سنتہ قیاس و اجماع امتہ اور صفحہ ۹ سطر اول و دوم مین خود
لکہتے ہین اور حقیقت مین مجتہد کا قول چارون دلیلین شرعی مین
سے کسی کے ساتہہ مدلل ہوتا ہے ہان اوسکا قول دلیل شرعی نہین
کہلاتا ہے دلیل فقط کتاب و سنت اجماع و قیاس کو کہتے ہین
انتہی فقط مدلل ہونے سے خود اوس قول کا دلیل ہونا لازم نہین
آتا ورنہ فقہ عین احادیث و آیات جو دلیل شرعی ہے ہو جاوے
وہو کما تری پس مجتہد کا قول مقلد کو دلیل شرعی نہین اعنی احد من الاربع
نہین اور حوالہ مجالس الابرار کا ایک تو تصحیح طلب ہے دوسرے
اگر اوسمین لکہا بہی ہو تو فقط لفظ دلیل لکہا اور دلیل کئی قسم کی
ہوتی ہے کلام یہان ہمارا دلائل شرعیہ مین ہے اور مسایل دنیہ کو
ضرور تحقیق و ثابت بدلایل کرنا چاہیے کسواسطے کہ صحیح مسلم مین بروایت
حضرت ابوہریرہ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع قال السید شارح المشکوہ ہذا زجر عن الحدیث بشی
لم یعلم صدقہ بل علی الرجل ان یبحث فی کل ما سمع من الحکایات و الاخبار
خصوصا من احادیث رسول اللہ صلعم اور رسالہ عمل بالحدیث مین جو جا

خلفا سے خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے صریح مرقوم ہے
کہ قول مجتہد کے دلیل و ماخذ کو دریافت کرلینا چاہیئے قولہ تا وقتیکہ حکم در قرآن
و حدیث مصرح وظاہر یافتہ شود اجتہاد را دخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب
مجتہدین بر آید ازان چشم پوشی نمودہ دست او بہ ریا قرآن و حدیث ضرور است
وگرنہ نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلہ
راہ روان طریقہ اجتہاد بود ازان دو قول مروی ہستند کہ خانہ دین را محکم از دو
ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید
صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دایرہ
تقلید آن امام پیمودن است ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جایز نیست
کسے را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم می شود
کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن و فکر در دلایل و وجوہ قیاس نہ نمودن
ہرگز مرضی این امام نیست و آن امام در دنیا ارشاد فرمودن ہمین دو قول بروز
قیامت از ماخذہ الٰہی نجات خواہد یافت انکنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی
نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب و مقلدان بے معنی
گرفتار خواہند ماند نمے بینی کہ شاگردان ایشان رحمہم اللہ تعالیٰ را چون از
قول استاد اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن خود ازان مقام بر داشتہ
رفتند امام محمد را اینقدر خلاف از امام اعظم است کہ آنرا اگر بمذہب علیحدہ گویند

بیجا است و متاخرین چه قدر اقوال متقدمین را ست قط نموده اند غرض این شتابا
کردر ساقط نمودن قول که مخالف حدیث و قرآن باشد باکی نکنند و علما سے لیبیا
باینمعنی تصریح و تاکید نموده اند جاے تنگ گنجایش بیان همه ندارد انتهی و قال
مولانا شاه ولی الله المحدث الدهلوی رح فی المقالة الوضیة فی النصیحة والوصیة
اول وصیت این فقیر چنگ زدن است بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل و
پیوسته بتدبیر هر دو مشغول شدن و هر روز حصه از هر دو خواندن و اگر طاقت
خواندن ندارد ترجمه ورقے از هر دو شنیدن و در عقائد مذهب قدماء اهل سنت
اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچه سلف تفتیش نکردند اعراض نمودن و
به تشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی علماء محدثین
که جامع باشند میان فقه و حدیث کردن و دایما تفریعات فقهیه را بر کتاب و
سنت عرض نمودن آنچه موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالا
بر ریش خاوند دادن امت را هیچ وقت از عرض مجتهدات بر کتاب و سنت
استغنا حاصل نیست و سخن متقشفه فقها که تقلید عالمے را دست آویز
ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن
و قربت خدا جستن بدوری ایشان انتهی اور حضرت امام مالک رحمة الله علیه
نے اپنے وصایا میں فرمایا ہے ما من احد الا و ماخوذ من کلامه مردود
علیه الا رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنے سواے رسول الله صلی الله علیه وسلم

نکے کوئی ایسا نہیں ہے کہ اپنے کلام سے ماخوذ نہوا ور کلام اوسکا اوسپر
رد نکیا جاوے آور حضرت امام ابوحنیفہ سے بہی منقول ہے اثر کوا قول بجز آنکے
صلی اللہ علیہ وسلم ولا تقلدن مالکاً ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوہ
من الکتاب والسنۃ آور امام شافعی سے بہی مروی وثابت ہے اذا
صح الحدیث فہو مذہبی واذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث
واضربوا کلامی علی الحائط آور حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ سے
بہی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی کی تقلید نکرو اور احکام
کو ماخذ یعنی کتاب وسنت سے لو قال لا تقلدنی ولا تقلدن مالکاً و
الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوہ من الکتاب
والسنۃ وفی دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب کان الامام
ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالے یقول حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی
بکلامی وہذا کلام من ابی حنیفۃ ثابت بالسنۃ المسلسل بالحنفیۃ علی ما حکاہ
الشیخ الاکبر فی الفتوحات انتہی اس مقام کو دیکہنا چاہیئے کہ کسی اس
شخص کی فہم بار دو عقل ناقص ہے کہ آپ تو مضمون عبارت وتعلق الفاظ
نہ سمجہے محققین کو بد کہے اور اعتراض کر کے اپنا جہل ظاہر کرے آپ
کہدیے کہ وہ الفاظ بد خود اس قائل پر عائد ہوے یا نہیں آور ہذیان اوسکا
باطل ہوا یا نہیں سوچنا چاہیئے کہ اس پردہ علما میں یہ عجیب شخص ہے

قولہ اور اسی طرح سے مولود شریف کے مسئلہ مین تا صفحہ ۱۹ سطر ۸
اقول جواب تفصیلی اسکا مقدمۃ الرسالہ مین لکھہ چکا ہون اوس مین
بہت اچھی طرح سے جواب ہو چکا ہے جو دیکھے گا اور انصاف کرینے گا
اطمینان القلوب والے کو پہچان جاوے گا اب کچھہ حاجت زیادہ
رد و قدح کی نہین ہے مگر بعض بعض اقوال جہل اشتمال سے آگاہ
بہی کر دیتا ہوں قولہ اور اوسکا منع دین اسلام کے کسی کتابون سے ثابت
نہین ہوتا تب ناچار ہو کے لوگون نے کہنا شروع کیا کہ مولود تو عین
ایمان ہے الخ اقول یہہ قول بڑی دلیل ہے جہل قایل پر اسواسطے
کہ بڑی بڑی کتب معتبرہ متقدمین سے منع ثابت ہے چنانچہ نام مصنف
و مصنف اور بعض بعض کی عبارتین راقم نے لکھہ بہی دین ہین یہان
لکھنے کی حاجت نہین آور یہہ قول چار حال سے خالی نہین یا تو اونکو
اون کتابون سے خبر نہین یا خبر ہے تو اونکی سمجھنے کی لیاقت نہین
یا سمجھہ کی عناداً ایسا کہتے ہین یا تو اونکو دین اسلام کی کتاب نہین جانتے
صورت اول و ثانی مین صریح جہل و بے علمی ظاہر و ثابت ہے اور صورت
ثالث و رابع مین اطمینان القلوب والے کی بد دینی و بد عقیدگی پر
دال ہے آور یہہ لکھنا کہ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ مولود تو عین ایمان
ہے خالی از افترا و بہتان نہین اسواسطے کہ کوئی اہل علم و صاحب دین

واسلام مولد کو عین ایمان نہ کہے گا اور جو کہے اوس سے پوچھنا چاہیئے کہ
عین ایمان کسطرح ہے اور اگر عین ایمان ہے تو چھہ سَو برس کے پہلے
کے لوگ کہ جنسے یہہ نہیں ثابت ہے معاذ اللہ اونکے ایمان کا سلب لازم
آتا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ قولہ صلا مولود برزنجی کے
شرح میں عبداللہ فارس نے اسکو قیام معتاد یعنی معمولی لکھا ہے الخ
صلا قولہ اسمضمون سے ثابت ہوا کہ قیام عادت کا کام ہے اور مولود میں قیام
کرنا آنحضرت سے ثابت نہیں اگر ثابت ہوتا تو سنت زوائد کہلاتا ثواب
یہہ قیام بدعت فی العادات ٹھہرا اور یہہ قیام ورع اور احتیاط والون کے
نزدیک کرنا بہتر ہے مگر کینہ اور عداوت سے مسلمانون کو بچانے کیواسطے
یہہ قیام فقہ کے کتابون کی دلیل سے اور مولود برزنجی کی شرح بموجب یہہ قیام
مستحب ثابت ہوتا ہے اقول مستفاد لفظ قیام معتاد کا بھی بدعت فی العادات
ہے جسکا ترک بقول اس قایل کے بھی ورع اور احتیاط والون کو بہتر ہے
پس بموجب مضمون شرح مولود برزنجی و دلیل فقہ اس قیام کا مستحب سمجھنا
انھین کا کام ہے ع برین فہم و دانش بباید گریست * اور اجماع اطمینان
القلوب والے مجوز و مصر دعامل قیام ہین تو خود اپنے والا لی حرمین کے
پرہیزگاری اور بے احتیاطی ثابت و ظاہر کرتے ہین اسواسطے کہ خود اسی
قول مین فرماتے ہین کہ یہہ قیام ورع اور احتیاط والون کے نزدیک نکرنا بہتر ہے

اور اوسپر گمان کینہ و بغض کا خلاف ہے یا شاید رہا ہو صاحب البیت
اوری بما فیہ خلاصہ یہہ کہ اطمینان القلوب والے قول خود بسبب عمل قیام
اور جواز و اصرار اسکے یا تو پرہیزگار نہین یا قیام کرتے ہین تو جبرا کرتے ہین
اسلیئے کہ اسی قول مین عدم القیام کو بہتر ترجیہ نہیر لکہتے ہین پس عمل القیام
بمقابلہ اوسکے جبرا و ستر ٹہہرا ان ہو الا المدعا قولہ اور مولود مین قیام کرنا
آنحضرت سے ثابت نہین اگر ثابت ہوتا تو سنت زوایہ کہلاتا اقول آپ سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت سے مولود کا کرنا ثابت ہے مگر قیام ثابت
نہین اگر ثابت ہوتا تو سنت زوایہ کہلاتا سبحان اللہ کہان زمان ہدایت
نشان حضرت کا اور کہان زمان ایجاد عمل مولود کا درمیان دونون زمانو کے
قریب سات سو برس کے فرق و فصل ہے الحمد اللہ کہ خود آپ مقر ہوئے
کہ مولود مین قیام کرنا آنحضرت سے ثابت نہین مصرعہ کیا لطف جو غیر پردہ
کہولے ۔ بلکہ اب مولد اپنا یا کسی دوسرے نبی کا کرنا حضرت سے ثابت
کیجئے اور اس حدیث صحیح متواتر سے ڈریئے من کذب علی متعمدا فلیتبوء
مقعدہ من النار قولہ اور حدیث مین وارد ہے کہ بچو تم تہمت کے مقام
سے سو اس قیام کے نکرنے مین چونکہ وہابی ہونیکی تہمت کی ڈر ہے اسواسطے
بہی یہہ قیام کرنا مناسب ہے اقول سبحان اللہ حدیث صحیح مین اتقوا مواضع
التہم وارد ہے یعنی تہمت کے مقام سے بچو یہہ نہین وارد ہے کہ بچو تم

تہمت کے کام سے پس اس حدیث کا یہہ مضمون ہوا کہ جس جگہہ خوف تہمت
کا ہو وہان سے بچو بچاؤ تو اب مطلب یہہ ٹھہرا کہ مجالس ہی مین بچاؤ کیونکہ
اگر جاکر قیام کیا بدعت کے مرتکب اور اس تہمت مین متہم ہوئے اور قیام نکیا
تو بقول باطل صاحب اطمینان القلوب کے تہمت وہابی ہونیکی لگی بہرحال
جانا وہان کا خالی از تہمت نہین اور اوس سے بچنا چاہیئے اور باقی تفصیل گذر
چکی ہے حاجت تکرار و اعادہ نہین و اثبات و تعصب مذہب مین ہرگز وہابیت
کو دخل نہین کیونکہ بیچ ہر مذہب کے بہت بہت متعصبین و ثابتین ہین اگر یہی
وجہہ ہے تو ہر قوم وہابی ہوگا فقط قولہ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ کی مضمون
بموجب ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قیام محبت اور تعظیم کے سبب سے ہوتا ہے
اقول ہرگز ہرگز اسکو محبت سے علاقہ نہین اور کہین اس اثر محبت کا ذکر
نہین آور یہہ مضمون تصحیح طلب ہے اور جیسا کہ محبت سے سروکار نہین
ویسا ہی اسکو تعظیم سے بہی علاقہ شرعی نہین بلکہ مکروہ ہے جیسا کہ بیان مفصلاً
ہوچکا اور عبارت پوری لمعات شرح مشکوۃ مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کی یہہ ہے وقد ادعی لبعضہم ان القیام الداخل سنۃ واحتجوا بما جی من قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم وبجی جوابہ ایضا وذہب لبعضہم الی انکرہ
منہی عنہ لما ثبت عن حدیث انس من کراہتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام الصحابۃ
وقال انہ من عادۃ الاعاجم انتہی دیکہنا چاہیئے کہ انہی مقام پر کیسا فریب کیا ہے

کس مطلب سے کہ روایت ضعیفہ کو لے لے اور قوی جو اسکے خلاف ہو اسکو
چھوڑ دے معہذا آگے یہ کہ وہ تو نہایت محال ہے اسکے تمام حوالہ و نقل عبارات کا
علاوہ محدثین کے فقہا نے بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ سغناقی نے
حاشیہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ القیام لتعظیم الغیر
انتہی و چلپی نے بھی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے و لم یذکر القیام تعظیما
للغیر و روی انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ القیام انتہی اور برہان
شرح مواہب الرحمن میں بھی لکھا ہے قیل و یکرہ القیام للتعظیم انتہی اور
فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے ایستادہ نشود بعضے برائے بعضے کہ این سنت
اعاجم است انتہی اور تورپشتی جو ایک حنفیہ شراح مصابیح سے ہے وہ
اس شرح میں بذیل حدیث قوموا الی سیدکم کے لکھا ہے لیس ہذا من القیام
الذی یراد منہ التعظیم علی ما کان یتعاہدہ الاعاجم فی شئ فکیف یجوز ان یامر
بما صح انہ نہی عنہ و عرف منہ النکیر فیہ الی آخر ما نفہمہ انتہی اور ملا علی قاری
شرح مشکوۃ میں افادہ فرماتے ہیں و ان اصحابہ رضی اللہ عنہم ما کانوا یقومون
تعظیما لہ مع انہ سید الخلق لما یعلمون من کراہتہ لذلک علی ما سیاتی اور علامہ
جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح ابی داؤد میں ارقام فرماتے ہیں و نازع
فیہ طائفۃ منہم ابن الحاج بانہ صلی اللہ علیہ وسلم انما امرہم بالقیام لسعد لینزلوہ عن
الحمار لکونہ مریضا کما جاء فی بعض الروایات ففی مسند احمد قوموا الی سیدکم فانزلوہ

قال لوکان القیام الماموربہ سعد ہوالمشائخ فیہ لما حفظ بہ الا الغسار فلن انکار فی افعال التقرب التعمیم الخ آب دیکھنا چاہیے کہ اتنی روایات معتبرہ واحادیثیا کے انکار صحیح کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ منع اوسکا دین اسلام کے کسی کتابون سے ثابت نہیں احادیث نبوی سے تو منکر ہی تھے آپ ہدایہ وشرح وقایہ و حواشی وشروح جو کتب دین ہے سب سے منکر ہوئے اب اسکو کیا کہیے لامذ ویدین کون بنا مگر بیچارے کیا کرین جہل بڑی بلا ہے مصرعہ فکر ہرکس بقدر دانش اوست ❊ **قولہ** اگر کسیکو شبہہ ہوئی رہ کہے کہ تمنے پہلے قیام کا حکم کبھی نہ دیا اور نہ تم قیام خود کرتے تھے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمکو جو باتین دین کی معلوم ہوتی گئی سو ہم تم لوگون کو ہم تعلیم کرتے گئے **اقول** اس سے خود رنگا رنگ وحربا صفت ہونا حضرت کا ثابت ہے سبحان اللہ کیا جواب شبہہ کا دیا ہے عاقلان خود مے فہمند **قولہ** اور قیام کو لکھا کہ غلبہ اور وجد سے ہوتا ہے **اقول** اولاً یہہ خود فی نفسہ غیر مسلم ہے ثانیاً اگر یہہ بھی تو عموماً نہیں ہو سکتا اور مجوزین مصر علی التعمیم ہین ثالثاً بالفرض غلبہ اور وجد سے ہوتا ہے تو اہل غلبہ و وجد صادق معذور ہین اوس حالت مین یہہ فعل اضطراری و غیر اختیاری ہے تارک اسکا جسے غلبہ و وجد نہو ہرگز قابل ملامت نہین رابعاً ایسے امور پر اصرار محض نامناسب وخلاف عقل ہے اسواسطے کہ جب غلبہ و وجد سے ٹھہرا تو جسکو غلبہ اور وجد ہوگا وہ خود کر لیگا اور جسے نہین

وہ نہین خاصّا اوسنے پوچھنا چاہیئے کہ یہہ کہان سے لکھاہے کہ قیام علیہ
وہ جدا سے ہوتا ہے ثبوت اوسکا کسی کتاب معتبر متداول سے دین اگر نہ لکھین
تو معلوم کرنا چاہیئے کہ مقلد سے مجتہد بالا مذہب کاذب بنکر غلط مسئلہ نکالا کرتے
ہین فعلیہ یا علیہ قولہ ص۵۵ اس فقیر نے براہین قطعیہ مین فیصلہ کی بات اسطرح پر
لکھا کہ جہان قیام کرنے کی عادت نہو وہان اگر کوئی قیام نہ کرے تو مضائقہ
نہین کیونکہ اس قیام کے نہ کرنے مین کوئی واجب نہ ترک ہوگا اور جہان
قیام کرنے کی عادت ہے وہان قیام کرے کیونکہ قیام نہ کرنے مین مسلمانون
مین آپس مین کینہ اور عداوت اور پہوٹ ظاہر ہوگی اقول یہان کئی باتین
دیکھنی چاہیئے اولاً یہہ کہ یہہ حکم کہان سے اور کس کتاب معتبر اہل سنت
وجماعت سے لکھا ہے تصحیح نقل واجب ہے دوم یہہ کہ یہی تقیہ بعینہ
شیوہ روافض ہے سوم یہہ کہ جسکا ترک اولی پہلے لکھہ چکے اب فعل
اوسکا مناسب ودرست لکھنا خالی الزام بالنفاذ نہین چہارم یہہ کہ ایسے
تقیہ رافضیہ مین جہان عادت ورواج نہو وہان قیام کو منع لکھتے ہین
اور اسی صفحہ مین یہہ خلاف اوسکے لکھتے ہین قولہ ص۱۳ سطر ۱۲ جہان اس
قیام کی رواج نہین ہے وہان بھی قیام کرنا مستحب ٹھہرا انتہی اب اس
مقام مین غور وانصاف کرنا چاہیئے کہ کون لامذہب مخالف الجمہور وموافق
الروافض ہوا ہے قولہ ص۱۳ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اون بیچارون

کی بدنامی و تعزیر کے روادار ہوتے ہین **اقول** یعنے جو لوگ منع قیام کی تعلیم
کرتے ہین وہ سب اون بیچارون کی تعزیر و بدنامی کے روادار حریان عیش
ہوتے ہین اگر بالفرض یہی ہے تو خیر مگر مجوزین روادار و مصر دخل وعید
ارتکاب بدعت و باعث مسلب حسنات ہوتے ہین من اپنے بلیتین فاقتار
اہو نہار کیہا جاہیے کہ سہل داستان تعزیر حرین سہنے یا عذاب عقبیٰ
قولہ ذکر ولادت کا ذکر سننے سے جو آنحضرت کے ولادت کی صورت کا خیال
مانع ہو جاتا ہے الخ **اقول** یہہ ایک نئی بات و تخصیص بلا مخصص ہے
ادہر تاز کی خیال بہی ایک خیالی بات ہے ورنہ شرط ایمان یہہ ہے کہ مجرد
سننے نام نامی حضرت کے ہمہ تن حضرت کا خیال ہو جاے اور کیفیت دل
دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر سب پر پڑے اور جس طرح کا
ذکر ہو وہ سب ایسے پیش نظر ہوین کہ اوسکے آثار و ثمرات مرتب ہو جاوین تو
یہہ کہ بنا بدث سے ایسے موقع کہڑے ہو جاوین کہہ مچاے کے مجالس کو درہم برہم
کرین اور شفاے قاضی عیاض مین لکہا ہے کہ حضرت امام مالک روایت حدیث
کی نہایت ادب سکون و توقیر سے کرتے تہے اور جب بزرگان دین نام نامی
و ذکر حضرت کا سنتے تہے نہایت سکون اختیار کرتے تہے حرکت نہین فرماتے
تہے اور اس قیام مین کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہے نہایت حرکات
مشوبشہ و بد اطمینانی و بیسکونی ہوتے ہین یہہ خلاف ادب و تعظیم کے ہے

قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ وہٰکذا کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ عنہم انتہی کذا فی شفاء القاضی العیاض صفحہ ۲۰۹ قولہ اب سنو پہلی مدارج النبوۃ اور مواہب لدنیہ کا مضمون صفحہ ۱۹۴ مین اسطرح پر لکھا ہے پانچوین یہہ کہ ایک شخص نے ابولہب کو اوسکے مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تیرا حال کیا ہے اوسنے کہا آگ مین ڈالا گیا لیکن تخفیف کی جاتی ہے مجھپر ہر دوشنبہ کی رات کو اور چوستا ہون مین اپنے ان دونون انگلیون کے درمیان سے پانی اور اشارہ کیا اپنے انگلیون کے نوک کیطرف اور کہا کہ یہہ تخفیف عذاب سے اوس پانی کا چوسنا میرے آزاد کرنے کے سبب سے ہے ثویبہ کو جسوقت کہ اوسنے مجھکو خوشخبری دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی اور سبب دودہ پلانے ثویبہ کے آنحضرت کو تعجب ابولہب ایسا کافر کہ قرآن شریف اوسکے مذمت اور برائی کے بیان مین اوترا وہ جزا دیا گیا اوسکے خوش ہونے کے سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کی رات کو تو مسلمان موحد کا امت محمدی مین کہ اونکی ولادت کے بیان سے خوش ہوگا اور اپنے مقدور کے موافق اونکی محبت مین مال خرچ کریگا کیا حال ہوگا انتہی

اقول اولاً اس قصے سے ثبوت انعقاد مجلس مولود کا بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہیں ہوتا ہے کما لا یخفی دوسرے یہہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہے تو جواب اوسکا علماء محققین و کملاء محدثین نے بہت بہت وجوہ سے دیا ہے ازانجملہ پہلی وجہہ یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے کیونکہ یہہ قصہ حضرت عباس کے خواب مین مذکور ہے اور راوی اوسکا عروہ ہے اس نے اپنے راوی کا نام نہین ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہین اسیواسطے شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کے جواب مین کہتے ہین

اجیب اولاً بان الخبر مرسل ارسلہ عروۃ ولم یذکر من حدثہ بہ یعنی اولاً جواب میرا یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے ارسال کیا عروہ نے اور نہین ذکر کیا نام اوس شخص کا جس نے اس حدیث کو روایت کیا ایسا کہا ہے امام خطیب قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری مین دوسری وجہہ یہہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہہ خواب قبل ایمان کے جاہلیت مین دیکھا ہوگا قال فی فتح الباری و لعل الذی راٰہا لم یکن اذ ذاک اسلم بعد فلا یحتج بہ انتہی یعنی فتح الباری مین کہا ہے شاید کہ وہ جس نے یہہ خواب دیکھا ہے جسوقت کہ خواب دیکھا ہے ہنوز مسلمان نہوا ہو پس اس خواب کی حجت نہین انتہی کیونکہ

حدیث شریف میں صداقت مومن کے خواب کی ہے نہ کافر کے تیسری وجہہ
کہ ہم نے مانا کہ یہہ خواب بعد ایمان کے دیکہا ہو پر ہر خواب مومن کا بلکہ نبی کا
صحیح التعبیر نہیں کیونکہ تعبیر خواب کی کبہی ماول ہی ہوتی ہے کبہی عکس چنانچہ
ایکبار حضرت علیہ السلام نے خواب میں دیکہا کہ جنت میں ابوجہل کے واسطے
ایک مکان طیار ہوا ہے حضرت پر اوسوقت تعبیر اسکی منکشف نہوئی
تو فرمایا واللہ ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی کچہہ اور ہوگی جب
عکرمہ بن ابی جہل ایمان لائے تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہے
اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ما ثبت بالسنۃ میں لکہا ہے حاصل اوسکا یہہ
ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکہا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو شراب
پینے کا حکم کرتے ہیں اوس نے متحیر ہوکر علما سے تعبیر اسکی پوچہی تو عالموں
نے کہا کہ حکم کی غلطی سے منعکس ہوگیا ہے اس کے جگہہ میں نہی کی ہے
کیونکہ خلاف میں کتاب اللہ کے حکم فرمانا حضرت کا ممکن نہیں لیکن تعبیر حضرت
عباس کے خواب کی یہی سبب مخالف ہونے نصوص قاطعہ واحادیث صحیحہ کے
عکس ہے تخفیف جگہ میں تشدید کی ہے اسی معنی میں آپ گر کے اور
ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کے ولادت شریف کی بشارت
سنکر خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تہا ویسا ہی اوسی دن نبوت پہ حضرت
کے مبعوث ہونیکی بشارت سنکر کمال عداوت میں انواع واقسام کی ایذا

رسانی پیر نبی الکریم کے قایم ہوالیس ثواب تو یہہ ثواب ادر میا بسبب عدواعان کے مبدل بعذاب ہوگیا آور شدت عذاب مین گرفتار ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو بہت بُری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہے آور حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کافر کی مذمت مین جو پوری سورت تبت کی اوتاری ہے وہ بھی شدت عذاب وکمال ذلت وخواری پر اس کافر کے دلالت کرتی ہے آور فتح العزیز مین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہین وررین سورة آن خبیث رابکنیت یاد فرمودہ اند حالانکہ کنیت نزد عرب صیغہ تعظیم است بدو جہت اول آنکہ نام وے عبد العزی است واین نام مشتمل بر شرک ونزداہل توحید کراہت دارد دوم آنکہ کنیت او دلالت بر دوزخی بودن میکند الخ چوتہی وجہہ یہہ کہ بالفرض یہہ خواب مصرح ہے تو خواب غیر نبی کا نہ قابل حجت نہ احکام شرعی کا مثبت کما قال فی الفتح فالذی فی الحلم

رویا منام فلاحجۃ فیہ انتہی وقال فی الارشاد الساری فلا یحتج بہ اذ ہو رویا منام لا یثبت بہ حکم شرعی انتہی چنانچہ فتح الباری مین کہا ہے یہہ قصہ جو حدیث مین آیا ہے خواب ہے سو کچھ حجت نہین انتہی اور ارشاد الساری مین کہا ہے یہہ قصہ حجت ہو نہین سکتا کیونکہ یہہ خواب ہے اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہین ہوتا انتہی اور خود جلال الدین سیوطی انعام الدرایہ مین خواب کے حجت صحیح نہین کہتے ہین پانچوین وجہہ یہہ کہ

سب اہل اسلام اس بات پر متفق ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے
والے ہین اونکے لیئے ایمان شرط ہے دگر نہ صدقہ وخیرات کہلانا پلانا
اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچہہ فائدہ نہ دیگا قال اللہ تعالے فک رقبۃ
او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ ثم کان من
الذین امنوا فرمایا اللہ تعالے نے آزاد کرنا گردن کا اور کہانا کہلانا سختی کے
دن قرابت دار یتیم کو یا غریب مسکین کو پہر ہوا ایمان والون سے اور مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی اپنی تفسیر ہین فرماتے ہین وکسانیکہ انکار کردند احکام
مارا ہرچند بنا بر نیات فاسدہ واغراض دنیوی خود یا خوشنودی بتان و
معبودان خود گردنہا خلاص کردہ باشند و یتیمان ومسکینان را طعام خورانیدہ
ہم بصبر ومرحمت وصیت نمودہ لیکن بسبب شوم کفر ہیچ بکار ایشان نخواہد
آمد یعنی جو لوگ ہمارے احکام کا انکار کرتے ہین اگرچہ اونہون نے نیت
فاسدہ اور اغراض دنیوی یا اپنے بتون اور معبودون کے خوشنودی ہیر
لونڈی وغلام آزاد کیئے ہون اور یتیمون مسکینون کو کہانا کہلایا ہو اور صبر و
مرحمت پر وصیت بہی کی ہو لیکن شامت کفر سے کوئی کام اونکو فائدہ نہ دیگا
اور جو حدیث مین آیا ہے کہ ابو طالب کے عذاب مین کچہہ تخفیف ہوئی
سو حضرت کے قصد سفارش سے ہے نہ انکی صرف اعمال سے اور آزادی
غلام وصدقات اعمال صالحہ سے ہے اور اعمال فرع ایمان و مزید معیت ایمان ہین

چنانچہ تمام آیات واحادیث مین ایمان کو مقدم اعمال صالحہ پر کیا ہے چھٹی وجہ
یہ کہ ثبوت ابولہب کی تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے شبہہ سے بے
مخبر صادق کے خبر دینے سے اور خبر اس کافر کاذب کی باین احتمالات و موانع مخصص و
معارض کتاب اللہ کے کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ و نصوص
قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی مردود ہے قال الامام الخطیب القسطلانی فی المنح
بہذا علی ان الکافر قد ینفعہ العمل الصالح وہو مردود لظاہر قولہ تعالے
وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباءً منثوراً امام خطیب قسطلانی نے
شرح مین اس حدیث کے لکھا ہے کہ بعضے دلیل لاتے ہین اس قصّے
سے کہ کافر کو کبھی نفع دیتا ہے عمل صالح آخرت مین سو یہہ قول مردود ہے
ظاہر قول سے اللہ تعالے کے اور ہم درپیش کرینگے اونکے عمل کو جو انہون
نے کیا ہے پھر کرینگے اونکے عمل کو غبار پریشان اور شیخ ابن حجر عسقلانی
بھی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی کہا ہے اور قطع نظر عموم آیات کے
بالتخصیص اس کافر کے کوئی چیز خواہ مال ہو خواہ عمل نفع ندینے پر نص قاطع
صاف دلالت کرتی ہے قال اللہ تعالے ما اغنی عنہ مالہ وما کسب فرمایا
اللہ صاحب نے نفع ندیا ابولہب کو مال اسکا اور جو کچھہ اوسنے کمایا اور مفہوم لفظ
ما کا عام ہے خواہ مال ہو خواہ عمل باید لذا قال فی البیضاوی وما کسب کسبہ او مکسوبہ
بمالہ من النتائج والارباح والوجاہۃ والاتباع او عملہ الذی ظن انہ ینفعہ تفسیر بیضاوی

مین کہا ہے کسب اوسکا یا جو چیز مال سے حاصل ہوتی ہے جیسے فائدے اور منافع اور جاہ و حرمت اور لوکرچاکر یا عمل اسکا جو سمجھا تہا کہ وہ اپنے کو نفع دیگا قال فی الکشاف

عن ابن عباس ما کسب ولدہ وعن قتادہ عمل الذی ظن انہ منہ علی شیء وکقولہ تعالی

وقدمنا الی ما عملوا الخ کشاف مین کہا ہے منقول ہے ابن عباس سے جو کمایا اُسنے اولاد اسکی اور منقول ہے قتادہ سے عمل اسکا جو سمجھا تہا کہ وہ بہی ایک شے ہے

اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی اپنے تفسیر مین فرماتے ہین ہر دو دست کنایت ازان دو قوت است یعنے ہلاک شد اعتقاد و عمل او و محتمل است کہ مراد از دو دست اعمال خیر و شر باشد و ہلاکی اعمال شر ظاہر است کہ ثمرہ بد میدہد و ہلاکی عمل خیر آنست کہ بسبب کفر ثمرہ نیک نداد و رایگان رفت و بعضے بر اعمال ظاہر و باطن حمل کردہ اند و بعضے بر جانب قوی و ضعیف ہمہ محتمل است انتہی یعنی کنایہ دو ہاتہ سے دو قوتین ہین نا چیز ہوگیا اسکا عقیدہ اور عمل احتمال ہے کہ مراد دونون ہاتہ سے اعمال خیر و شر ہون اور ہلاکی اعمال شر کی ظاہر ہے کہ برا ثمرہ دیتا ہے اور ہلاکی عمل خیر کی یہہ ہے کہ بسبب کفر کے کچہہ فائدہ نہ دیا برباد گیا اور بعضے اعمال ظاہر و باطن پر حمل کرتے ہین اور بعضے قوی و ضعیف پر غرض سب باتون پر محتمل ہے اور فرمایا ہے خداوند کریم نے سورہ مدثر مین علی الکافرین غیر یسیر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ اس آیۃ کے تفسیر مین افادہ فرماتے ہین در حدیث صحیح وارد است کہ قبر اول منزل است از منازل سفر آخرت ہر کہ دران منزل شدت دید و رنج کشید

اور آئندہ در منازل دیگر شدت و سختی زیادہ تر رو خواہد داد انتہی پس کیفیت
تخفیف عذاب ابولہب و قوۃ و استدلال اس قصہ کے معلوم و صاف
کہل گئے بیت اگر ہنداشتی بر دانشت لوس بس + وگر غافل شدی
افسوس افسوس + دوستو ہمنے اس مقام مین اور اکثر جا کیسی کیسی
تحقیقات کے ساتہہ سمجہایا ہے ع جو اسپر بہی نہ سمجہے وہ تو اوس بت
سے خدا سمجہے + قولہ اور مولود کے قیام مین بہی ہم اونہین کے موافقت
کرتے ہین اور یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ مولود کرنے سے سال بہر ہر آفت اور
مصیبت بلا اور وبا سے امان و پناہ رہتی ہے اور جلدی سے مطلب حاصل
ہوتا ہے اقول سبحان اللہ آپ یہہ امید و اعتقاد رکہتے ہین ہملوگ بہر حال
محبت سنت نبوی مین قرب و معیت کے امیدوار ہین کما فی المشکوۃ

عن انس قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی
ومن احبنی کان معی فی الجنۃ رواہ الترمذی اور صفحہ ۲ مین جو لکہا ہے کہ گلزار
شاہ صاحب مرحوم اور حضرت شاہ عبد العلیم صاحب قدس سرہ اس طریقہ مین
داخل تہے اور گلزار شاہ صاحب نے تتار پور مین خود اونسے خلافت لی
حضرت شاہ عبد العلیم صاحب نے جناب سید صاحب قدس سرہ سے
بیعت کی اور شاہد عادل اوسکے یک صدر الصدور مصداق ایۃ من لم یحکم بما انزل
اللہ مین اوسہین اگرچہ مخادعت عظیم ہے مگر ہمکو اوسکی تردید سے

کچہہ واسطہ نہین ان حضرات کے احباب و مریدین مین جو صاحب فہم و تیز ہون وہ سمجہین وہ جانین ہذا ہم البتہ ما علینا الا البلاغ قولہ صہ۱۹ اور جو لوگ امرد اور اجنبی عورتن کا گانا سنکے یا پتر لڑکا گانا سنکے ناچتے کودتے ہین بڑے سخت حرام کام مین گرفتار ہین ایسے ہی لوگونکا حال دیکہہ کے دانا لوگون نے کہا ہے ۔ ناچت رہی پتریا کود پڑے سنڈاسی ۔ اور یہی مثل اون لوگون پر بہی زیب دیتی ہے جو لوگ اس ملک کے اون لوگون مین جو شرک اور بدعت کی منع کرنے والون سے جہگڑتے ہیہ کود پڑے اور لا مذہبی کی باتین سیکہانے چاہا اقول اولاً سنداسی مناسبت خاص اونکے سنڈاسی ہوگیا ثانیاً قید امرد اور اجنبی عورتکے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مرد اور غیر اجنبی کے گانے کا حال ایسا نہین ہے ثالثاً یعنیہ یہہ مثل خود صاحب اطمینان القلوب پر صادق ہے کہ عمر بہر تعلیم زبان ہندی و مسائل حیض و نفاس مین کاٹی کہاتے رہے اب باین ہے مایگی مباحث دقیقہ و دقایق علمیہ مین کود پڑکے ذلت و خواری حاصل کی اور جابجا مناظرہ علمار محققین سے کرکے اس ملک مین بہی نہایت شرمندہ ہوئی چنانچہ اپنے صفحہ ۱۹ مین حال مناظرہ واقع تاریخ بستم رمضان شریف روز جمعہ ۱۲۸۶ ہجری جو وے لکہتے ہین اور اوسمین امر واقعی یعنی لاجواب و عاجز ہونا اپنا ثابت کرتے ہین اور جہان جہان اوسمین سہواً یا عمداً تبدیل و تحریف کی ہے اوسکو بلا افراط و تفریط اب مین

ہو برو راست رہت لکہدیتا ہون جسیکو دن آدمی اور ہملے سنا ہو زندہ موجود
ہین جو چاہے حقاً وانصافاً دریافت کرلے **قولہ** [۱۹] اور ان دنون بعض
سے لوگون نے ہمسے کہا کہ اس بات کا شہرہ ہے کہ اعظم گڈہ مین قیام
کے مقدمہ مین جو مولوی بخشش احمد صاحب نے آپسے سوال کیا تو آپ جواب
نہ دے سکے تو اس بات کا جواب یہہ ہے کہ مولویصاحب نے فرمایا تھا
قیام جزو ایمان ہے یا عین ایمان ہے یا خارج ایمان ہے تب ہمنے بہی
مصلحت سمجہہ کے کہا کہ ہم اسوقت اس مقدمہ مین گفتگو ہرگز نکرینگے مولوی
عبد العزیز صاحب صدر الصدور کے مکان پر انہین کے روبرو ہم آپ سے
گفتگو بہی کرینگے اور لکہہ بہی دینگے اور اسقدر کہنے پر کفایت کیا اور کہا
کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بہی وارد ہوتا ہے پس جو شخص عالم
ہوگا وہ شخص اس سوال وجواب کے حقیقت سمجہہ جاویگا اور ہمنے دین کی
مصلحت سے اوسوقت زیادہ گفتگو نکیا اور حقیقت مین جواب دیدیا اور جواب
نہ دے سکنے کا لفظ سواے جاہل کے کوئی نہ کہیگا جو کوئی چاہے مولویصاحب
ممدوح سے پوچہہ لے **اقول** ہمنے جناب مولویصاحب سے پوچہا بہی اور
خود ہم بہی معہ مولوی محمد علی ومعہ مولوی وقاضی محمد لسین صاحب بحری
آبادی ومولوی محمد سلیم اللہ صاحب وقاضی محمد موسی صاحب وجناب مولوی
محمد فیض اللہ صاحب وغیرہ وچند اکابر وعلما وطلبا حاضر تہے روز جمعہ تاریخ

رمضان ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۲۴ دسمبر ۱۸۸۹ء قریب ۱۱ بجے دنکو جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب ابن جناب منشی محمد اکرام صاحب رئیس اعظم محمد آباد گوہنہ ضلع اعظمگڈہ اور جناب مولوی سید محمد صاحب ابن جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب صدر الصدور رئیس اعلی مچھلی شہر ضلع جونپور حاجی کہنکاہن کی مسجد محلہ بہادرپور منجملہ محلات اعظمگڈہ تشریف لیگئے اور باتون باتون میں مولوی کرامت علی صاحب سے ذکر محفل مولد کا چھیڑا اور بعد گفتگو کے اوسی مجمع مین علی رؤس الاشہاد مولوی کرامت علیصاحب نے اون حضرات سے اقرار کیا کہ یہہ انعقاد مجلس بہی قرون ثلثہ مین نہ تہا بے شک بدعت ہے چنانچہ شاہد عادل اسکے جناب مولوی محمد لیصاحب و شیخ قادر بخش و شیخ کریم بخش و شیخ حبیب اللہ صاحب تاجر کتب و مولوی عبد اللہ صاحب اور شیخ ... صاحب وغیرہم موجود ہین تب وے حضرات اپنے اپنے مقام پر تشریف لائے اوسی دن بعد نماز جمعہ مجمع عام کہ زیادہ ہزار آدمی سے ہر اطراف و اکناف کے جمع تہے مسجد جامع اعظمگڈہ مین جناب فیضیاب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول قامع ظلم البدعۃ دامغ اعلام ... مولوی کرامت علیصاحب سے کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ آپ نے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجالس مولود کو بدعت فرمایا ہے اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہے یا عین ایمان و اسلام ہے یا خارج ایمان و اسلام ہے تب مولوی صاحب نے بہت ٹال مٹول

کیا اور راہ گریز کی بہت چاہی باتون اور داؤگہاتون بہت چاہی کہ کسی طرح سے ٹل جاوے کوئی صورت گلوخلاصی کی نکل آوے صدر الصدور صاحب کے سامنے ہے پیرا ور اونہین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھہ نہ دیکھا تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری ذلت سے کیا حاصل ہے جو علم واسطے کسی کے ذلیل کرنے کے پڑہے وہ بہت معذب ہوگا اوسکے جواب مین اجناب مستطاب معلی القاب مقدام العلما والمحدثین جناب مولانا نجش احمد صاحب نے فرمایا اسمین ذلت کی کیا بات ہے یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے اور ہم جانتے ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چہپاتے ہین اسمین بہی عذاب ہے یہہ کہکر اس حدیث کو پڑہی - فی المشکوۃ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من النار رواہ احمد وابوداؤد والترمذی ورواہ ابن ماجہ عن انس پہر مولوی صاحب نے مجبور وعاجز ہوکر دوسرے پہلو سے گلوخلاصی چاہا فرمایا کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بہی وارد ہوتا ہے پہر جناب مولانا قاضی نجش احمد صاحب نے فرمایا سبحان اللہ چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بہلا اس اعتراض کو نماز سے کیا علاقہ نماز تمام اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہے کہ کسی کو اختلاف نہین اور آیات واحادیث مین دربارہ نماز کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے اکثر آتا ہے وارد ہے قیام کو نماز سے کیا علاقہ ومناسبت اسمین سب امر خلاف ہے

قیام کے واسطے بہی اگر کہین آیات واحادیث مین کوئی صیغہ امر جو واسطے
وجوب کے آیا ہو تو فرمائے تب مولویصاحب نہایت شرمندہ وساکت و
لاجواب ہوئے اور بغل جہانکنے لگے آو سنی مم اکثر معتقدین اونکے اونسے
منحرف وبدظن ہوگئے آور سب پر حال اونکے علم وقابلیت کا کہل گیا
فی الحقیقت جو شخص عالم ہوگا وہ شخص اس سوال وجواب کی حقیقت سمجہ
جاویگا پہر قریب عصر جب صدر الصدور صاحب کچہری سے واپس آئے
طلبہ علوم وبعض حضار نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مولانا
قاضی بخشش احمد صاحب کو بلالاوین تب فرمایا کہ بہت میری خفت ہوئی اونسے
ہم مقابلہ نہین کرسکتے اوسوقت کسیطرح سے ڈہیپے پردے کچہ عزت
باقی رہگئی اب بڑی خرابی ومیری رسوائی ہوگی آور یہہ مناظرہ مع کیفیت
عجز وسکوت مولوی کرامت علی صاحبکے بسبب کثرت حضار ہر نواح ودیار قرابت
وامصار مین تمام مشہور ہوا چنانچہ اس شہرت کے مولویصاحب خود اپنے
صفحہ ۱۹ اہین مقر ومثبت ہین کہ بہت لوگون نے خود اونہین سے جاکر کہا
اور جتنے لوگ اور اور مقام پر جاتے ہین اور یہہ کہتے ہین اونکا حسد این
اب کسی جاہل کے چہپانے سے چہپ نہین سکتا اور کسی کے بات نہ کہنے
سے بن نہین سکتی تعز من تشاء وتذل من تشاء قولہ ۱۹ تنا سمجہنا کہہ کر
اہل سنت وجماعت کے نزدیک سوا شرایط ایمان کے کوئی عمل جزو ایمان

اور عین ایمان نہین کہلاتا **اقول** اتنا جو نپور مین جاکر یا دیڑا اور اُس قول
مین سراسر لاعلمی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر ہے دو وجہ سے
اول یہہ کہ جو جو شرط جزو ایمان ہین جدا مفصل اونکو لکہنا چاہتا تہا
اور جو جو شرطین عین ایمان ہین اونکو صاف صاف جدا لکہنا تہا
یعنی اونسے ہم پوچہتے ہین کہ کون کون شرط جزو ایمان ہے اور کون
شرط عین ایمان ہے دوم یہہ کہ تمام اہل علوم محققین متقدمین و
متاخرین سب اس بات پر متفق ہین کہ شرط کسی شئے کی عین اوس شئے
کی یا جزو اوسکی ہرگز نہین ہے شرط خارج مشروط سے ہوتی ہے اور
جب بقول باطل اونکے سوائے ایمان و شرائط ایمان کی کوئی جزو ایمان
و عین ایمان نہین کہلاتا تو تمام خارج ایمان ٹھہرا اب اوسکا حکم دوسرا
دوسرا لکہنا ضرور نہین العاقل تکفیہ الاشارۃ اور اوس مخالف الجمہور والانام
کو واجب ہے کہ ثبوت اسکا دین کہ کون اہل سنت و جماعت کے نزدیک شرط
شئے جزو شئے اور عین شئے ہے اور یہہ مضمون کس کتاب مین لکہا ہے اِس
آخر زمانہ مین علماء تمام جہان سے خلاف کر کے یہہ نئی بات لکہی ہے اور
مصداق اس حدیث صحیح کے ہوئے ہین اور سبکو فتنہ مین ڈالا ہے
فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون
فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم

فایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم **قولہ**[19] اور اسکے بعد کے روز
ہمنے براہین قطعیہ سے قیام کے مسئلہ کا ترجمہ مولوی فیض اللہ صاحب
کے پاس بہیجدیا **اقول** حال براہین قطعیہ کا اور اوسکی بعض عبارات
و فیصلہ کا ہم لکہہ چکے ہین باقی کو اوسپر قیاس کرنا چاہیے اور یہہ بہیجنا
اوس مناظرہ کئے بعد کے روز بعینہ مصداق اس مثل کا ہوا ہوا مشتے
کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد **قولہ**[20] چوتہا فساد یہہ ہے کہ بعضے وہابی
لوگ بطمع دنیاوی اس ملک کو دار الحرب کہتے ہین **اقول** وہابی وہ ہے
جو ہمنے صفحہ ۲۴ و ۲۵ اس کتاب مین لکہا حاجت تکرار نہین مانعین قیام
مولد و تابعین سنت و اہل علم محقق و منصف حنفی ہند کو دار الحرب ہرگز ہرگز
نہین کہتے کیونکہ تمام ارکان دین و اسلام بخوبی سب لوگ کرتے ہین
کوئی مانع و مزاحم نہین فقط **قولہ**[21] اور سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی کی
تصنیف کو دیکہہ کے بہی لوگ بگڑنے چاہتے تہے پہر اوسکا ر شیخ عبد الحق
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب کو
تہم گئے **اقول** حال بدگمانی و نافہمی و نادانی اس قابل کا قابل بیان
نہین کہ علماء متقدمین و متاخرین سب پر بدزبانی و طعن کیا ہے

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ✣ ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد ✣ کوئی اہل علم
و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغہ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین

فیروزآبادی صاحب قاموس گمراہی یعنے بگڑنے کی بات لکہین کے المرء یقیس علی نفسہ نبیت چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ⁂ میلش اندر طعنہ پاکان زد مولانا سجاد علی مرحوم جواب سوالات خمسہ مرقوم چوتہی شعبان روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین کہ جابجا اکثر نقلین اوسکی موجود ہین افادہ فرماتے ہین کتب دینیہ را سبب گمراہی دانستن کنز الدقایق باشد خواہ سفر السعادت من حیث کتب دینیہ کفر ست انتہی اور مناسب ہے کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے کی ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے کیا اور کسیطرح رد کیا تہا قولہ ۲۲ اسیطرح سے ایک کتاب کسی وہابی یعنے لامذہب کی تصنیف نکلی ہے اوسکا نام ہے ایضاح الحق اسمین مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ کا نام لکہدیا ہے اور اوسکو بعض لوگ اونہین کی تصنیف جانتے ہین قولہ ۲۳ اور ایضاح الحق کے مصنف مولوی محمد اسمعیل کے بڑے معتقد ہین اور صراط المستقیم کے مصنف مولانا محمد اسمعیل مرحوم کی کتاب صراط المستقیم کا رد جو کتاب ایضاح الحق مین موجود ہے اوسکا خیال نہین کرتے اور صراط المستقیم کو مطلق نہین دیکہتے اگر دیکہتے تو ایضاح الحق کی تعریف نکرتے اور اوسکو ہاتہہ مین نہ لیتے بلکہ ہماری طرح سے وے بہی اوسکو رد کرتے اور ایضاح الحق کو دیکہہ کے وہابی کے حال مین بہت سے اچہے لوگ بہی دہوکے سے پہنس گئے ہین یہان تک کہ اس فقیر کو بدعتی کہتے ہین اقول خلاصہ تقریر ان قولون کا یہہ ہے کہ ایضاح الحق

مولانا محمد اسمعیل شہید محدث دہلوی ابن مولانا شاہ عبد الغنی مرحوم کے تصنیف
نہین ہے اور صراط المستقیم اونہین کی تصنیف ہے اولاً ثبوت اسکا کہ
یہہ کتاب خاص اونکی تصنیف نہین ہے زمہ مدعی دروغگو ہے ثانیاً ہم کہتے
ہین کہ بالفرض کوئی مصنف دوسرا ہے تو اوسکا مدفن ومسکن ومولد کون ہے
اور وہ کسکا شاگرد ومرید ہے اور کون قوم ہے اور کب ولادت ووفات اوسکی
ہے اور ایضاح الحق تصنیف مین صراط المستقیم سے مقدم ہے یا موخر اور زمان
تصنیف دونو کتابون مین کیا فرق وفصل ہے ثالثاً باوجود اتحاد نام مصنف
کے کیا دلیل ہے کہ وہ کسی اور کی تصنیف ہے مولانا مرحوم کی نہین جائز ہے
کہ یہی اونکی ہو اور صراط المستقیم کسی غیر کی ہو جو احتمال ودلیل انکار ایضاح الحق
مین دایر ہے وہ بعینہ انکار صراط المستقیم مین بہی دایر ہو سکتا ہے فاہو جوابکم
فہو جوابنا المخلص واسطے ثبوت دعوی کے بیان امور مذکورہ بالا کا ضرور ہے
رابعاً تاریخ ۸- ربیع الثانی روز جمعہ ۱۲۸۰ ہجری جامع مسجد جونپور مین بمقابلہ
ہزارہا نمازی برسر منبر مولانا الخشن احمد ومولانا محمد سخاوت علی صاحب نے پوچھا کہ کیا دلیل ہے کہ یہہ دونو
کتاب ایک مصنف کی نہین ہین مولوی کرامت علی صاحب اطمینان القلوب والے
نے فرمایا کہ دونو آپسمین مخالف ہین تب اون دونون علما نے کہا کہ فرمایئے مخالفت
جزئی ہے یا کلی تو کچھہ نبولے پہر اون دونو علمانے کہا کہ اگر محض مخالفت دلیل اسکی
ہے کہ وہ دونو کتابون کے دو مصنف ہین تو جہان ایسا تخالف پایا جاوے

وہ دو شخص کی تصنیف قرار دی جاوے اور یہ کیا آپ کلیۃً ثابت کر سکتے
ہین کہ تصنیف و قول شخص واحد کا مخالف نہین ہوتا اور کیا مخالفت شذوذا
و ضروریات سے مغایرت تصنیف کی ہے تب لاجواب ہوئے پھر جب اون
لوگون نے دیکھا کہ مولویصاحب کو تسکیت برسر منبر علی رؤس الاشہاد حاصل
ہوئی اور عرق خجالت مین غرق ہوئے تو جامع العلوم معدن الفہوم جناب
مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب رامفوری مدرس مدرسہ حنفیہ منشی امام بخش صاحب
مرحوم کو بلالائے مولویصاحب ممدوح نے پہونچکر بطور صلح کل و رفع نزاع اون
مولوی صاحب سے پوچھا کہ کہان کہان اختلاف ہے اور اون دونون عالمون
سے کہا کہ جواب اوس اختلاف کا دیجئے تب کسیقدر مولوی صاحب کو
مہلت ملی اور جانا کہ صورت گلوخلاصی کی نکلی فرمایا کہ کتب فقہ مین مثل شرح
وقایہ وغیرہا کے دہ درد کو جایز لکھا ہے اور ایضاح الحق مین مین قبیل بدعات
لا اصل لہا کے لکھا ہے تب اون علما نے کہا کہ مولانا شاہ ولی اللہ اور اونکی
تصانیف کو آپ لوگ قابل سند و اعتبار کے جانتے ہین یا نہین از انجا کہ
جناب مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب علم فقہ و تفسیر مین شاگرد رشید جناب
مولانا حافظ سید محمد عالم علیصاحب محدث ساکن نگینہ ضلع بجنور و حال وارد شہر
مراد آباد اور مولانا ممدوح خلیفہ و شاگرد خاص حضرت فخر المحدثین جناب مولانا
محمد اسحاق قدس سرہ کے ہین خود بھی تسلیم فرمایا کہ بیشک وہ حضرت اور اونکی

تصانیف حجتہ و سند ہے اور یہی مولوی صاحب نے بھی کہا اور اقرار کیا پھر
اوسی روز ان حضرات نے پوچھا کہ صاحب اشباہ و نظایر اور اوسکے تصانیف کو
جانتے مانتے ہین یا نہین مولانا محمد ہدایت اللہ خاں صاحب اور مولوی صاحب
نے بالاتفاق اقرار کیا کہ بیشک دونو سند و لایق اعتبار ہین تب مولانا الحاج
مولوی حافظ محمد شبلی صاحب نے کہا کہ کتاب حجتہ اللہ البالغہ مین مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے اور فتاوا اے زینیہ مین ابن نجیم صاحب
اشباہ و نظایر نے دہ دردہ کا انکار محض کیا ہے اور لکھا ہے کہ محض بے اصل
ہے اور کیسے صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا ایمہ مجتہدین سے ثبوت تحدید
ماء کثیر کے ساتھہ دہ دردہ کے ثابت نہین تب بسند و ثبوت اوسکے مولانا
بخشش احمد صاحب نے کتاب حجتہ اللہ البالغہ طلب کر کے عبارات مقام احکام المیاہ
صفحہ ۱۰۹ چھاپہ بریلی کی اور عبارات فصل فی عدۃ امور مشکلہ من التقلید
واختلاف المذاہب صفحہ ۱۶۵ کے بمقابلہ مولانا صاحب اور عمدۃ الاذکیا
مولوی محمد عبد العزیز صاحب بڑا کوٹی تین ۳ بار بکرر پڑہکر سنا دیا اور مولوی صاحب
کو بہی دیکہا دیا اور عبارت فتاوا اے زینیہ ابن نجیم صاحب اشباہ و نظایر
کی جو چھاپہ کلکتہ موجود تہا بر سر منبر دیکہا دیا اور اسقدر لوگون کو پڑہکر سنا
بہی دیا قال ابن رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن الکرمانی فی شرح الایضاح

واختلفت الروایات فی تحدید الکثیر والظاہر عند محمد رح انہ عشر فی عشر

والصحیح عن ابی حنیفۃ رہ انہ لم یوقت فی ذلک بشئی وانما ہو موکول الی
غلبۃ الظن فی خلوص النجاستہ انتہی وقال حاکم الشہید فی الکافی
الذی ہو جمع کلام محمد قال ابو عصمۃ کان محمد بن الحسن یوقت عشرۃ فی عشرۃ
ثم رجع الی قول ابی حنیفہ وقال لا اوقت فیہ شیئاً انتہی خلاصہ اس عبارت کا
یہہ ہے کہ اندازہ مین پانی کثیر کی روایتین مختلف ہین ظاہر نزدیک امام محمد
کی یہہ ہے کہ پانی کثیر دہ در دہ ہی اور روایت صحیح امام ابی حنیفہ رحمتہ اللہ سے
یہہ ہے کہ آپ نے کچہہ بہی مقرر و معین نفرمایا اور امام حاکم شہید نے جو جمع
کنندہ کلام امام محمد ہین کہا کتاب کافی مین کہ کہا ابو عصمت نے کہ تہی محمد
بن الحسن توقیت و تحدید فرماتی پانی کثیر کی دہ در دہ مین پہر رجوع کیا
امام ابی حنیفہ کے قول کیطرف اور کہا امام محمد نے مین نہین مقرر کرتا
اوسمین کچہہ اور درمختار کی باب المیاہ کی بہی اتنی عبارت پڑہکے سنا دیا
ان التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع الی اصل یعتمد علیہ اور اسی طرح چند کتب
معتبرہ بیحوالہ بہی فرمایا فقط اور باقی عبارتین کتاب حجتہ البیہ کے منظر اختصار
یہان نہین لکہی گئین طالب مصنف کو نشان صفحہ کا لکہدیا ہے دیکہہ لے
پہر مولویصاحب گہبرا کر فرمانے لگے کہ ہدایہ مین بہی یہہ لکہا ہے تب مولانا
محمد شبلی صاحب نے فرمایا کہ بالفرض ہدایہ والے نے لکہا ہے لیکن کسی مجتہد
اربعہ سے بہی تو سند نہین لایا ہے اور اپکی مسلم الثبوت مولانا شاہ

ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین حال ہدایہ کا بہی اس مسئلہ مین
لکہدیا ہے اور محشی ہدایہ عینی و فتح القدیر کو بہی دیکہئے کہ کیا تحقیق کرتے
ہین کوئی قول صحیح ائمہ مجتہدین سے بہی نقل کیا ہے ہم لوگون نے تو تصحیح
نقل کتب معتبرہ سے دی فی حجۃ اللہ البالغہ ولا یخفی الی اقوال المحققون من
الحنفیین کابن الہمام فی المسئلۃ العشر فی العشر ومثلہ مسئلہ اشتراط البعد
من الماء میلا فی التیمم وامثالہما ان ذلک من تخریجات الاصحاب ولیس نہیا
فی الحقیقۃ وبعضہم یزعم ان بناء المذہب علی ہذہ المحاورات الجدلیۃ المذکورۃ فی
مبسوط السرخسی والہدایۃ والتبیین ونحو ذلک ولا یعلم ان اول من اظہر ذلک
فیہم المعتزلۃ ولیس علیہ بناء مذہبہم ثم استطاب ذلک المتاخرون توسعا
وتشحیذا الاذہان الطالبین ولو بغیر ذلک واللہ اعلم انتہی تب گہبرا کے فرمانے
لگے کہ تم لوگ لامذہب وہابی ہو تب اون حضرات نے کہا کہ اذا یئس الانسان
طال لسانہ سچ زبان کو سنبہالو یہہ کیا گفتگو ہے ہم لوگ ناقل ہین حقیقت
مین یہہ کلمہ اون اکابر کے شان مین رجوع ہوا کہ جنکے اقوال وتصانیف
پیش کیئے گئے تب مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب سب کو منبر سے
اوتار لائے اور درپے مصالحت وموافقت واتفاق ہوئے لیکن مولوی محمد حسین قلعہ
اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہ آئے یہان تک کہ خود جناب مولانا صاحب ممدوح
کو حال زیادتی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر و معلوم ہو گئے فقط

مناسب تہا کہ بعد اس مناظرہ کے مولویصاحب اپنے اقوال فعل سے رجوع کرتے اور یہہ رجوع عند المحققین کچھہ ننگ و عار نہین ہے ماہرین پر ظاہر ہے کہ ایمہ مجتہدین نے بہی اپنے اقوال و احوال سے رجوع کیے ہین انکو کہ مقلد و مدعی و پیرو ہین اب کیا عار و ننگ ہے تا آن باعث انتسابات مانع ہے حاصل اس حکایت و بیان کا یہہ ہے کہ جبکہ قوی دلیل انکی مخالفت تہی سو وہ اسطرح سست و مردود ہوئی خاصا بہت بہت کملاء عصر و فضلاء دہر جامع العلوم و الفضایل مرجع الفواضل اس بات کے شاہد ہین کہ یہی ایضاح الحق الصریح خاص تصنیف مولانا محمد اسمعیل مرحوم شہید کے ہے مثل حضرت مولانا حافظ الحدیث و القران جناب حافظ مولوی احمد علیصاحب سہارنپوری دام فیضہ اور جناب مولوی حافظ محمد حفیظ الله خانصاحب دہلوی و جناب مولانا شیخ محمد صاحب مچہلی شہری اور مولانا امام الموحدین نایب الرسول الثقلین جناب سید خواجہ احمد صاحب اور جناب مولوی محمد شریف صاحب و جناب مولوی محمد فیض الله صاحب حکیم مولوی محمد عبد الله صاحب متوطن مئو و مولوی الہی بخش صاحب ساکن گوپاگنج و جناب مفتی مولانا محمد سعد الله صاحب مفتی رام پور و جناب حکیم مشتاق احمد صاحب و حافظ امام الدین صاحب مغفور مدرس مدرسہ جامع مسجد جونپور و مولوی عبد العزیز صاحب مدرس بنارس و مولانا محمد بشیر الدین صاحب قنوجی و مفتی صدر الدین صاحب

دہلوی ان حضرات کے تحریر مثبت و خطوط دستخطی خاص اس بارہ میں میرے
پاس موجود ہیں اور تحریرات جناب مولانا سخاوت علی صاحب علیہ الرحمۃ اور
تالیفات اکثر اکابر سے ثابت ہے کہ یہہ کتاب خاص مولانا شہید مرحوم
کی تصنیف ہے اور جناب مولانا سند المعاصرین جناب مولوی سید جعفر علی
صاحب داماد جناب مولانا محمد علی صاحب خلیفہ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ
اور جناب عمدۃ الکاملین زبدۃ المحدثین شمس التحقیقات مولانا سراج احمد صاحب
خورجوی کہ دس برس کامل مستفید خدمت بابرکت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی کے تھے اسکے شاہد عادل ہیں چنانچہ تحریر مہری دستخطی دونوں بزرگوار
کی ثبت قرطاس ہذا ہے **خط اول** بسم اللہ الرحمن الرحیم ؂
از احقر جعفر علی عفی عنہ بخدمت جمیع مومنین عموماً و کسانیکہ بر دست خلفاء
حضرت امیر المومنین سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردہ اند خصوصاً
واضح باد کہ درین ایام خبرے شنیدہ ام کدام رسالہ در قصبہ مؤ وغیرہ آمدہ است
دران مکتوب است کہ رسالہ ایضاح الحق الصریح فی احوال المیت و الضریح
تصنیف مولانا محمد اسمعیل شہید برادرزادہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
قدس اللہ سرہما نیست بلکہ کدام کس تصنیف کردہ ازین خبر کمال حیرت
حاصل شد کہ حادثہ انتقال چہل سال گذشتہ و این رسالہ مولانا ممدوح در
دہلی تصنیف فرمودہ بودند و لقبیہ آنرا مولوی سلطان محمد خان تصنیف کردہ

منتضم ساختند و تمامی کتاب تقویت الایمان عربی نزد احقر که خادم در برز
و کفش بردار قدیم مولانا ممدوح است موجود و در دہلی و ٹونک صدہا رسالہ
موجود و ہنوز ہم عصران جناب ممدوح در قید حیات اند و ہمین مضمون
رد بدعت را مولانا ممدوح در جواب سبحان علیخان کمبوہ رافضی نوشتہ اند
نقل آنہم نزد احقر موجود لہذا بخدا سوگند خوردہ مینویسم کہ وقت درخواست
احقر درباب ثانی تقویت الایمان اُردو فرمودند کہ رسالہ ایضاح الحق را با تقویت
الایمان منتضم باید ساخت عرض کردم آن اُردو است و این فارسی است
ارشاد کردند کہ از کار روبار ضروریہ کجا فرصت است کہ در اردو تصنیف کنم و اللہ
علی ما نکتب وکیل ❊ | جعفر علی | خط ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم
از احقر جعفر علی عفی عنہ تعالی بخدمت مولوی صاحب وارث المرسلین مروج
سنن خاتم النبیین مقبول بارگاہ اللہ مولانا فیض اللہ صاحب دامت برکاتہم
بعد از سلام مسنون و اشتیاق مواصلت روز افزون التماس اینکہ احوال اتباع
سنت و انکار بدعات از ذات سامی ہموارہ فارغ صاحب احقر میشد و اشتیاق
دیدار بالا میگردید اما زیارت حاصل نشد باید دید کہ بکدام وقت مقدر است و
حال مولوی کرامت علی صاحب از سابق معلوم بود در ماہ شعبان از خط مولوی
محمد شبلی صاحب زیادہ تر منکشف شد کہ درباب قیام مخترعہ عوام در اثنای خواندن
ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشدد بسیار پیدا کردہ اند استرجاع نمودم

وگاہے رفع یدین را ہم حرام و مبطل صلوٰۃ گفته بودند حالانکه در در مختار را نیز از
فعل کثیر شمرده است ازین خبر مولوی محمد علی صاحب مرحوم ہم بسیار ناخوش شده بودند
وهمچنین روبروی بنده گفته بودند که بعد تصنیف تنویر العینین فی اثبات
رفع الیدین مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه بر مولانا محمد اسمعیل شهید
ناخوش شده بودند من گفتم که پیش من خط حافظ وارث علی صاحب موجود
است که بعد اصغاء رساله مذکوره مولانا مغفور بسیار خوشنود شده تحسین فرمودند
کسے که دست از دیانت بشوید هرچه در دل آید بگوید و من پانزده ماه و پانزده
روز در خدمت مولانا ممدوح بودم وکتابت خطوط و بعض تصنیفات از دست
من شده روزے عرض کردم که جناب در آخر تقویة الایمان اردوے خود
که مضمون لا اله الا الله را بآخر رسانیده اند و برای تحریر مضمون محمد رسول الله
وعده کرده اند اینک بنده حاضر است تصنیف فرمایند فرمودند که این وقت
از کاروبار لابدی فرصت کجاست ایضاح الحق تصنیف بنده در آخر تقویة الایمان
منضم فرمایند گفتم این هندی و آن فارسی است فرمودند فرصت از کجا آرم
آنچه مضمون در صحت ایضاح الحق نوشته ام خدا را گواه کرده گواهی میدهم پروردگار
ما در قرآن شریف در امر دین قسم کرده است و رسول کریم من صلی الله علیه وسلم
والذی نفسی بیده بار بار فرموده در کار دین یاد کرده من هم باتباع ثقلین قسم
میکنم و دیگر آنکه هر کرا یارا باشد موافق کتاب الله و کتاب الرسول رد آن

نماید والاشتمل مشہور است خرش درجنگل بوعلی سینا است مسلمانان را عمل
بر قول علی است رضی اللہ عنہ فانظر الی ما قال ولاتنظر الی من قال والسلام
علیکم وعلی من لدیکم خصوصاً برادران سامی و مولوی عبداللہ صاحب وغیرہ
صاحبان فقط بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی صاحب عالی مراتب جامع الکمالات
محمد فیض اللہ صاحب بارک اللہ لنا و لکم از فقیر سراج احمد پس از سلام مسنون
باشتیاق مشحون وحصول عافیت ما و وصول مکتوب گرامی ایضاح آنکہ
اینکہ رسالہ ایضاح الحق وتنویر العینین تصنیف مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ
علیہ است این ہر دو بواسطہ مولوی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بمن رسیدہ
اند ماخذ این ہر دو کتاب وسنت ومذہب صحابہ وایمہ اربعہ بودہ است وکوشش
من الاختلاف فی مسئلہ خزئتہ وشہید مرحوم از تفہیمات الٰہیہ وحجۃ اللہ البالغہ
ومسوی ومصفی ودیگر رسائل حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ وکتب علمای
حنفیہ وشافعیہ استخراج این مسائل کردہ اند وتحقیق نفس الامری فرمودہ تا تعصبا
سفہا مذاہب دور شود ومراد حضرت این نیست کہ مردم لامذہب شوند ومردم
بے سرمایہ اصول علوم دینیہ سست انداز طریقہ ترجیح شوند لامذہبی وہمچنین تعصب
فی المذہب ہر دو امر داء عضال اند کہ درین ہندوستان در امت محمدیہ علی صاحبہا
الف الف صلوٰۃ پیدا شدہ الی اللہ المشتکی و این سخن دراز است بر ہمین قدر
اکتفا رفت والسلام والاکرام | سراج احمد | آنکہ خط مین ماخذ تحقیق وسند قبولیت

اس رسالہ کی تصریح مرقوم ہے جائے غور و انصاف ہے الملخص بمقابلہ اس تواتر
وان اکابر کے کلام ایک شخص مدلس جو با صفت متلون الکوائف کا کہ داخل من شذ
شذ و ذا مین ہے کب پایہ اعتبار کو پہونچتا ہے سادسا بالفرض کتاب ایضاح الحق
مین جو نہایت دقیق و بہ تحقیق موافق متقدمین خلاف بعض متاخرین کے بعض مسائل
مین لکہا ہے تو اس سبب سے یہہ لازم نہین آتا کہ اونکی طرف نسبت جعلسازی و وہابیت
و فساد کی کوئی کرے امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری
شریف مین جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے چند مقام مین مثل کتاب التفسیر وغیرہ
کے خصوص تفسیر آیتہ فیہما فاکہتہ و نخل و رمان مین تحقیر امام ابی حنیفہ کی کی ہے
اور حضرت غوث اعظم شیخ المشائخ شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
غنیتہ الطالبین مین نسبت مذہب مرجیہ کے بجانب جناب امام کے کی ہے
چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہے نقل عبارات مین طوالت ہے اور
امام ابو حامد غزالی نے اپنی کتاب منخول مین بشان گرامی حضرت امام صاحب
کے کیسا کلمہ سخت لکہا ہے واما ابو حنیفہ فقد قلب الشریعۃ ظہر البطن و شوش
مسلکہا و خرم نظامہا انتہی اور حافظ ضیاء مقدسی نے کتاب ذیل کامل
مین لکہا ہے لم یعجبنی حالہ کان کثیر الوقیعۃ فی الائمہ یعنے نہ اچہا معلوم
ہوا مجہکو حال ابن دحیہ کا تہا بہت برا کہنے والا اماموں کا اور یہہ ابو الخطاب
ابن دحیہ بڑا مستند و معتمد اس فرقہ مجوزین قیام و مولد کا ہے اور اوسکا یہہ

حال ہے ہرگاہ ان لوگون نے امام صاحب علیہ الرحمتہ کے شان مین ایسا ایسا لکھا اور کسی نے اوسوقت سے آج تک انکو کچھہ نہ دیکھا اب بالفرض اد نی اختلاف بین العلماء المتاخرین یک شخص خفیف الحرکات کو کب مناسب و لایق تھا کہ زبان درازی کرے اور اگر مناسب تھا تو پہلے واجب ہے لران بزرگوار کو کچھہ کہے یا لکھے کہ اونسے صریح گستاخی و بے ادبی امام شان مین ہوئی ہے اور مخالفت کا ذکر کیا ہے فقط اور اگر یہی مخالفت باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہے تو کلیتہً لازم آتا ہے کہ جہان جہان جو جو شخص مخالف کتب معتبرہ کا ہو اسے اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اوسکو بحسب علوی درجہ حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو پیر یا دادا پیر ہو تمام کتب دینیہ مین لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بیچ آخر باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ کے لکھا ہے عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لاتومن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرہا قلوبا و اعمقہا علما و اقلہا تکلفا اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم و سیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم رواہ رزین خلاصہ لقدر ضرورت یہہ ہے کہ اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل اس امت سے ہے اور نیک دل اور
کثیر الغور من جہت العلم و دقیق الفہم و قلیل التکلیف ہے اور کتاب
صراط المستقیم میں جو بڑی محبت و موافق خواہش اونکی ہے اور او سکے
ظاہر مخالفت اضافی پر بنا رکھتے ہیں اوسمین بر خلاف اس حدیث
صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد کا بر امت کو افضل صحابہ سے
لکھا ہے چنانچہ باب دوم کی فصل اول کی ہدایت ثانیہ کے افادہ دوم
مین لکھتے ہین افادہ ۲ ہر یک را از صحابہ کبار نسبت سایر امت مصطفویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر چند نسبت صحابیت افضلیت ثابت است
لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت
و ترویج دین متین و فور مراتب قرب عند اللہ بلا شبہہ فضلیت متحقق ہست
الخ غرض اس سے الزام و ابہام اطمینان القلوب والے کے ہے کہ اس مخالفت پر
کیون بھر آتا ہے یہان کیون نہین دہاتا اپنی منہہ سے اور مار کے دریدہ دہنی فرماتے
ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین فاضہم ولا تکن من الغافلین
سبالغا یہہ کہ مولوی صاحب نے انکار کتاب سے بڑی وسعت نکالی ہے اب جو مخالف
چاہیگا اسی خواہش و فضول شیطانی کے موافق کتب معتبرہ کا انکار کرکے
منکرات و بدعات مین پاؤن پھیلاویگا یعنے جو چاہیگا یہہ کہا کریگا کہ فلانی کتاب
بجہہ فلان شخص کے طرف منسوب ہے حقیقت مین اوسکی تصنیف نہین ہے

کسی اونے نام اوسکا لکہہ دیا ہے اسمین بڑی مہلت اوسکو ملیگی اور ایسا
نے بحث قائم ہو جا اگریگی سبحان اللہ یہہ بہی انکی حدث واحداث سے خالی
نہین مثلاً اطمینان القلوب جو صریح تبرا وسباب المومن فسوق سے بہری ہے اور
خلاف مریدان جناب سید احمد صاحب کی ہے اگر اوسکو کوئی کہے کہ یہہ کسی
رافضی کی ہے اس حیثیت سے کہ تقیہ و تبرا و سباب اسکی زبان سے سننے کی نہین ہے
کسی بد دین نے نام مولوی کرامت علی صاحب کا لکہہ دیا ہے تو اثبات وثبوت مین
ایک بحث طویل ونزاع عظیم برپا ہو تا منافرضاً جائز ہے یہہ کہ بعد تصنیف صراط المستقیم
کے تحقیق جدید و قوی بہم پہونچی جو مطابق اسکے ایضاح الحق کو لکہا جیسا کر
اطمینان القلوب والا قیام مولد مین بہی حیلہ کرتا ہے کہ اب تحقیق جواز کی طلب
قیام کرتا ہون اور جب جب دین کے بات معلوم ہوئیگی تب تب لوگون کو تعلیم
کرتے رہے قولہ استحسان کے معنی لغت مین ایک چیز کا بہتر ہونا چنانچہ تو
ہین استحسنتہ کذا یعنے اعتقاد کیا مین نے اس چیز کو نیک اور بہتر اقول مخفی
نہ ہے کہ مصدر کی تائید وسند مین اوسیکا صیغہ ماضی جو مشتق ہے لائے ہین
مناسب یہہ تہا کہ دونو نفس معنی مین موافق و مطابق ہوتے حالانکہ یون بعید
ہے یعنے معنی مصدر کے ایک چیز کا بہتر ہونا لازمی ہے اور استحسنتہ کے معنی
اعتقاد کیا مین نے اس چیز کو نیک اور بہتر متعدی ہے پس کیا وجہہ
ہوئی کہ مصدر لازم رہا او مشتق بغیر آنکی کوئی سبب لتعدیہ کے متعدی ہوا البسن ہکذا

وصحیح موافق ترجمہ اونکی یا تو یہہ بتاؤلہ مصدر بمعنے نیک جاننا و بہتر اعتقاد کرنا جیساکہ یہان مشتق سے ثابت ہے یا تو استحسن ہوتا بمعنے نیک و بہتر ہوا جیساکہ معنی مصدری کا مقتضی ہے خلاصہ یہہ حال لیاقت علمی کا وقوۃ ترجمہ اطمینان القلوب والے کی اسی سے معلوم کرنا چاہیئے **قولہ** اور صراط المستقیم مین باب دوم کی فصل دوم کی ہدایت اولی کے تیسری تمہید مین ایکسو چوہتر صفحہ مین جسطرح کی تقلید تمام اہل اسلام مین رایج ہے اوسکو بہتر وخوب لکھا ہے۔ **اقول** اس مقام مین نشان و نام چھاپہ و تاریخ و سن مطبع بہی لکھنی چاہیئے تھے ورنہ اسقدر کافی نہین ہے کما لا یخفی اور محقق کو معلوم ہوگا کہ کس طرحکی تقلید تمام اہل اسلام مین رایج ہے یعنے بعضے عامی فقط فقہ معین پر عمل کرتے ہین کتاب و سنت کو نہین دیکھتے بعضے آیات و احادیث پر مسائل کو عرض کرتے ہین موافق پر عمل اور صریح صحیح غیر منسوخ کے مخالف کو ترک کرتے ہین ایسی ہی تقلید کو بہتر لکھا چنانچہ اسیقدر پر صراط المستقیم مین اکتفا نکیا بلکہ جب اتنے مین توہم پیدا ہوا کہ ہر حال مین اور سبکو یہہ تقلید بہتر ہے تو اوسکے دفع کے واسطے فرمایا لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را منحصر در یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ بعد ازان کہ کتب مصنف شدہ جمعیت آن علوم ظاہر گشتہ پس در مسئلہ کہ حدیث صحیح و

صریح غیر منسوخ با بد لتقلید ہیچ مجتہد دان نکند الخ دیکھنا چاہیے کہ یہان تقلید
کیا ہو وی فقط اوسکیفیت حرف لکن کے نحو میر و ہدایت النحو کی پڑہنے والے
بہی جانتے ہین کہ وہ واسطے دفع توہم کے جو جملہ سابقہ سے پیدا ہوا تہا ہے
قولہ پہر اوسی رسالہ خاصہ مین لا الہ الا اللہ کے ذکر کے واسطے جو حد اور وضع اور
عدد اور ضرب کرنا اور جلسہ کی ضرورت مقرر کیا ہے اس سب بات کو بدعت
حقیقیہ لکہا ہے الخ قولہ مسلمانون خیال کرو کہ اس وہابی نے دیدہ و دانستہ
صراط المستقیم اور قول الجمیل اور مولانا محمد اسمعیل اور حضرت سید صاحب اور شاہ ولی اللہ
قدس اسرارہم پر جوٹ کیا ہے قولہ اور مدارج السالکین الی رسوم طریق العارفین
جو عارف باللہ تعالے حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی کے تصنیف ہے
اوسکے پہلے باب مین جو طبرانی اور بزار وغیرہ کی روایت والے دو حدیثین
لکہا ہے سو وہ حدیثین طول ہین اور ان دونو کا خلاصہ یہہ ہے کہ شداد بن
اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم مین کوئی غریب یعنے کوئی اہل کتاب
ہے تب ہم لوگون نے کہا کہ نہین ہے یا رسول اللہ تب دروازہ بند کرنے کا
حکم دیا اور کہا کہ تم لوگ ہاتہہ اوٹہاؤ اور کہو کہ لا الہ الا اللہ پہر ہم لوگ نے
ایکساعت یعنے ایک گہنٹے پہر اپنے ہاتہہ اوٹہایا اور کہا لا الہ الا اللہ اور علی
ابن ابیطالب رضی عنہ نے جب آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین کو

ذکر کیرون تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر تو اپنی دونو آنکہیں
اور مجہسے سن لا الہ الا اللہ تین بار پہر تو اس کلمہ کو تین بار کہہ اور مین سنتا
رہون اور حضرت نے بلند آواز سے اوس کلمہ کو کہا اور کرے اپنی دونو آنکہیں
بند کیئے تہے بعد اوسکے علی نے تین بار اوسی کلمہ کو کہا اپنی دو آنکہون کو
بند کیئے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تہے انتہی یہان تک خلاصہ
مذکور تمام ہوا اس مضمون کے بعد عبد الوہاب شعراوی نے کہا کہ یہہ حدیث
صوفیہ لوگون کے سند کی اصل ہے سو پہلی حدیث مین جو شداد سے روایت
ہے لا الہ الا اللہ کے ذکر کے وضع کا یعنی ہاتہہ اوٹہا کے ذکر کرنے کا اور ذکر
کا حد یعنی گہنٹے بہر ذکر کرنی کا بیان ہے اور دوسری حدیث مین جو حضرت علی
سے روایت ہے ذکر کے وضع یعنی آنکہون کے بند کرنیکا اور عدد یعنی تین
بار کا بیان ہے انتہی اقول ساعت کے معنی گہنٹے بہر کے کہان سے لکہا
اور ان اقوال کا جواب بچند وجوہ ہے اول یہہ کہ خلاصہ مفہوم بدعت اصلیہ
حقیقیہ نزدیک صاحب ایضاح الحق کے یہہ ہے جسکو فرماتے ہین یہ قولہ ہر عقیدہ
و مقالے و حالے دو اردی و عبادتے و عادتے و معاملہ کہ محدث باشد بہ
این معنی کہ در زمان برکت نشان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نہ خود ان چیز بوجود آمدہ باشد و نہ نظیر آن و در قرون ثلثہ نہ خود ان چیز بلا نکیر
مروج گشتہ باشد و نہ نظیر ان در عصر آن محدث آنرا واقع در معاد فہمیدہ

تحصیل آن سعی نماید یا مضر دران دانسته ازان اجتناب ورزد یا از ارکان و
شروط و لوازم عبادتے یا معاملہ قرار دادہ بعمل آرد یا از منافات آن شمردہ ازان
اجتناب ورزد انتہی اب دیکہنا چاہیئے کہ جلا ورفع اور عدد او ضرب و خلبہ
دیگر طور مقررہ پر یہہ تعریف صادق آتی ہے یا نہ لبطور محدثین بروایت صحیح
مرفوع ثبوت اسکا بحدیث قولی و فعلی پہونچاوین اور حضرت شیخ عبد الحق دہلوی
مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب مین بضمن شرح اس عبارت مقالہ ۳۶ کی اتقوا
اللہ ولا تخالفوہ فتترکوا العمل بما جاء بہ وتخترعوا لانفسکم عملا وعبادۃ کی افادہ
فرماتے ہین ازینجا معلوم میشود کہ ریاضات و مجاہدات و اعمال کہ نہ موافق شرع
و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضے از طوائف درویشان کنند سود نکند بیت بزہد
درع کوش صدق وصفا + ولیکن میفزاے بر مصطفی + انتہی اور حال حدیثین
مذکورین کا عنقریب بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی دوسری یہہ مولوی صاحب کی
زود فہمی ہے کہ مسئلہ خامسہ کو دیکہکر معترض ہوئے حالانکہ مسئلہ ثالثہ کو ذرا
بہی نہین دیکہا ورنہ ایسے سوء فہمی نہوتی کیسواسطے کہ اوس مسئلہ مین مفصل و
مشرح لکہا ہے کہ یہہ امور نسبت بعض کے بدعت حقیقیہ ہے اور نسبت بعض کے
بدعت حکمیہ و بہ نسبت بعض کے من قبیل بدعات نہین ہے مولوی صاحب کی
مطلق الغنانی ہے کہ مطلق نسمجھہ کر کے غوغا مچائے ہین مسئلہ ثالثہ
اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و تعین اوضاع

اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات و رزیاضیہ والزام طاعات شاقہ
ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ہست بہ نسبت اکثر طلاب کہ آنرا اصل کمال شرعی
یا از تکملات آن میدانند اما بہ نسبت خواص کہ آنرا محض از قبیل وسائل دانستہ
در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد آرے اخص الخواص
کہ محض بنا بر ہدایت چندے از اجنبا کہ نفوس ایشان در مرتبہ قصوی از جہاد ثنا
یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند و ایشان را بنمایش ابن بانع
سنبر بسوی دام اطاعت حق کشیدہ باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد نا قصہ ایشان
بقدر حاجت و ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام بکار بردہ باشند و وقت
حصول مقصود آنرا ترک دادہ باشند پس ہرچند تعلیم امور مذکورہ کہ از ایشان در بعضے
احیان بہ نسبت بعضے اذہان بحسب اتفاق در غایۃ مصلحت وقت بوجود آمد بہ نسبت
ایشان از قبیل بدعات نباشد اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست کہ آنرا
مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ می شناسند انتہی خلاصہ یہہ کہ بدعت حقیقیہ
بہ نسبت اکثر اون طلاب کے ہے کہ اون تعنیات کو اصل کمال شرعی یا مکمل
اسکا جانتے ہین یہی عقیدہ باطل آور جو خواص کہ اوسکو محض از قسم وسیلہ کہ مقصود
بالذات نہین ہوتا ہے جانکر اوسکی تعلیم و ترویج مین کوشش کرتے ہین بہ نسبت اونکے
بدعت حکمیہ ہے آور اخص الخواص کہ محض واسطے ہدایت عاصی کے تعلیم امور مذکورہ کی
اونکو جانب اطاعت حق کے کہینچتے ہین یعنے مستقیم بکتابت و سنت کرتے ہین

ولقدر حاجت ضرورت بطور وسائل بے التزام وترویج واہتمام عمل مین لاتے ہین اور
کبہی وقت حصول مقصود اوسکو ترک کرتے نسبت اونکے از قسم بدعات کے نہین لیکن
کلام مقام مین نسبت اکثر اہل زمانہ کے ہے کہ اونکو مثل شریعت مستمرہ وطریقہ مسلوکہ کے
جانتے ہین حاصل کلام یہہ کہ ان امور کو مثل شریعت کے بلکہ شریعت سے بڑہکر جاننا
خلاف طریقہ اکابر اس خاندان کے ہے اور مثل شریعت کے اونکے ترک کو کچہہ دخل عدم
حقیقت مین یا اوسکے فعل پر مدار نجات کا نہین چنانچہ خود صراط المستقیم مین فصل چہارم
کے بعد خاتمہ کے افادہ چہارم مین ارقام فرماتے ہین افادہ سوم چہارم آنکہ باید دانست کہ
آنچہ از تہذیب اخلاق بتخلیہ از رذائل وتحلی بفضائل وصلاح اعمال وعبادات مفصلا
بیان شدہ اینہمہ برکسے است کہ طالب رضاے حق تعالی باشد وبار رضاے وی
مقبولیت وعزت وامتیاز بارگاہ حضرت ذوالجلال نماید ومدار نجات برین امور نیست
انتہی پس جسپر مدار نجات ہو اوسکو الیسا جاننا تشریع من عند نفسہ ہے وہو کما تری
اسے معنی پر ونیز بجہت عدم ثبوت کے اوسطرح لکہا والا شق ثالث کافی ہے
جمیع اکابر مدار نجات کو مقدم جانتے ہین اور اوسی کی تعلیم اور اتباع کتاب وسنت
کی تاکید فرماتے آپنے چنانچہ صراط المستقیم مین بہی اکثر مقام مین لکہا ہے از انجملہ باب
دوم کی مقدمہ کے افادہ اول مین فرماتے ہین وموانع ظہور آثار عبادت در اکثر
ناس ملابست ببدعات وتلوث برذائل اخلاق وملکات، وعدم اعتنا بادائے
عبادات در اعمال شرعیہ الخ پس ان انتہی اور ہدایت نامہ کی افادہ اولی مین

فرماتے ہین از جملہ موٗیدات صحبتہ ایمانی استحکام عزیمت قلبیہ ست باتباع شریعت وکمال رغبت بر موافقت سنت وشدت نفرت از ملابست بدعت وقوت اعتصام بحبل اللہ المتین یعنے اقتداے ظاہر وباطن بکتاب مبین وسنت رسول امین وکم ہمت رابرضاے حضرت حق جسست بستن واعتقاد تعظیم او و تعظیم شعائر او لاسیما شرع کہ اعظم الشعائر است درست کردن انتہی اور فصل اول کی ہدایت اولی کے افادہ چہارم مین فرماتے ہین پس باید کہ مرشد کسے را گیرد کہ ہیچ مخالف شرع شریف نبود وبر طریق مستقیم کہ اتباع قرآن حدیث ہست نہایت راسخ القدم باشد اور از مرشد ہادی خود مقرر نماید لیکن نہ باین طور کہ بہر حال اتباع وے منظور دارد بلکہ مقتداے مطلق شرع شریف را داند و بالاصالہ متبع حکم خدا ورسول بود وانچہ مرشد از روے شرع شریف فرماید آنرا بدل وجان بجا آرد ومباح شرع را از امر وے لازم شمرد وانچہ خلاف شرع گوید ہرگز اتباع آن دران نکند بلکہ رد نماید انتہی اور فصل اول کی ہدایت ثانیہ کے افادہ دوم مین موجود ہے وآثار محبت واقعیہ آنجناب بدل و جان ومال ہست در اشاعت دین متین وترویج احکام شرع مبین وپیروی ہیچ کس نکردن در امر بالمعروف ونہی عن المنکر الخ اور فصل دوسری کی ہدایت اولی کے تمہید دوم مین لکھا ہے سلف صالح را بتوفیق ایزدی در تزکیہ نفس از رذائل اخلاق ہمین اعمال صالحہ اسلامیہ ومصاحبت با مقتدایان خود کافی بود

وارباب خن علامات واسباب معالجات اکثر الطور طلب تحقیق وتنقیح کردہ ست
ساختہ لہٰذا انتہی اور ہدایت اولی کی افادہ اول مین فرماتے ہین افادہ اول بہر
از امرا وملوک اہل حکومت بتوفیق ایزدی درراہ سلوک قدم نہد اورا باوجود اہتمام
تمامی امور شرعیہ کہ سالکان رامی باید زیادہ تراہتمام عدالت والنصاف ضرورست انتہی
اور فصل سوم کی ہدایت اولی کے افادہ دوم مین لکہا ہے از عمدہ مخلات عبادت
عدم اہتمام باوامر وعبادات شرعیہ ست الخ اور علی ہذا القیاس بہت مقام بین کور
ہے اور تکملہ کی تمہید مین افادہ فرماتے ہین ہر چند سلوک متعارف بوجہیکہ در
کتاب محرر شدہ اہل خذلان ولبطلان را درین رسائی ملیسر نیست زیراکہ اکثر
اشغال آن ممزوج باداب شرعیہ وتعظیم شرع شریف است لیکن اینجا بیان حال
نفس آن اشغال قطع نظر از مزج آداب شرعیہ است انتہی مقام انصاف ہے
کہ جسکا بیان اسجگہہ بقول مولف مزج آداب شرعیہ سے قطع نظر کی ہے یعنے
بیان اوسکا گویکنوع خلاف آداب شرعیہ کے ہے اوسکو اطمینان القلوب
والا ساتہہ بیان شرعیہ کے مقابلہ کرتے ہین اور محققین پر ملامت کرتے ہین
اور جانتے ہین کہ سب تعینات کا بیان موافق آداب شرعیہ کے ہے خالاً
اکثر متقدمین بہی بعضے تعینات مشایخ کو ایسا ہے خلاف سنت کہنے والے
اس بارہ مین افعال احوال کسی صالح کا قابل التفات وتوجہ نہین ہے چنانچہ غنیۃ
الطالبین مین لکہا ہے ولا تنظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی ماروی

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونہیں تصنیفات میں سے ذکر بالجہر
کے جبکی کیفیت مفصل بیہ ہے اخرج البیہقی فی سننه قال قیس بن عبادة
کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند ثلاث
عند القتال و عند الجنازة و عند الذکر و قال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری شرح
صحیح البخاری قال الطبری فیه کراہته رفع الصوت بالدعاء والذکر وبه قال عامة
السلف من الصحابة والتابعین انتہی وقال العینی فی عمدة القاری شرح
صحیح البخاری قال ابن بطال اصحاب المذاہب المتبوعة وغیرہم متفقون
علی عدم استحباب رفع الصوت بالتکبیر والذکر حاشا ابن حزم انتہی وقال
ابن الہمام فی فتح القدیر والاصل فی الاذکار الاخفاء والجہر بہا بدعته انتہی
وفی برہان شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعته لمخالفته قوله
تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة دون الجہر من القول وقوله
علیه السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیه علی مورد الشرع انتہی وفی الدر المختار ان
رفع الصوت بالذکر بدعته فیقتصر علی مورد الشرع وفی الفتاوی البزازیة والجہر
بالذکر حرام انتہی جبکو اتنے لوگوں نے بدعت و مکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو
صاحب ایضاح الحق نے اگر بدعات حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا نظر
وتحقیق وانصاف چاہیئے ورنہ بدزبانی کو بہت وسعت ہے اور اگر اطمینان
القلوب والے کہیں کہ ہم ان تصنیفات میں متبعیت مشایخ کی کرتے ہیں

اور وہ بھی سنت ہے اگرچہ ظاہر شرع مین نہو جیساکہ اونکی تحریر و تقریر سے
نہی ثابت ہوتا ہے تو یہہ امر نہایت قبیح و مخالف شرع کے ہے ہرگز قابل
قبول و متمسک نہین ہے جیساکہ تفسیر مظہری مین لکھا ہے ولا یجوز لاحد ان
یقول فی امر افتی علماء الشرع علی حرمتہ و کراہتہ ان مشائخ الصوفیۃ فعلوا کذالک
و نحن نتبع سنتہم والصحیح ان الصوفیۃ الکرام مافعلوا قط علی خلاف مقتضی
الشرع وانما الفساد من جہال اتباعہم انتہی اور حال دونون حدیثین مدارج
السالکین کاکہ جبر بڑا بہر وسا و کہمنڈ صاحب اطمینان القلوب کو ہے
نزدیک محدثین ماہرین کے روشن ہے کہ یہہ کسیطرح قابل استناد و اعتبار
نہین ہے اور پورا قول عبدالوہاب شعراوی کا لکہین تو کہل جاوے اسواسطے
کہ اتنا لکہنا کہ یہہ حدیث صوفیہ لوگون کی سند کی اصل ہے خود دلالت کرتا ہے
اسپر کہ بیشک کچھہ عبارت اسکی آخر کی جو مشعر بجرح ہے چہوڑ دیگئی ہے ورنہ
اتنا لکہنا کچھہ ضرور نتہا جیساکہ ماہرین سیاق و سباق خوب جانتے ہین چنانچہ حضرت
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے مفصل و تمام کتاب قول الجمیل کی
فصل پنجم مین ذکر اشغال مشائخ چشتیہ مین لکہتے ہین قالوا جاء علی الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ دلنی علی اقرب الطریق الی اللہ و افضلہا
عند اللہ و اسہلہا لعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک بملازمۃ
الذکر فی الخلوۃ فقال علی کرم اللہ تعالے وجہہ کیف اذکر یا رسول اللہ فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تغمض عینیک واسمع منی ثلث مرات قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلث مرات وعلی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ
الا اللہ ثلث مرات والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن
البصری وہکذا حتے وصل الینا وہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہولاء المشائخ ولکن
وقواعد اہل الحدیث فیہ بحث طویل یعنے مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ امام الاولیا علی
مرتضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے کہا یا رسول اللہ مجھکو وہ راہ بتائیے جو
سب راہونسے زیادہ تر قریب ہو اللہ کیطرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک
اور اوسکے بندون پر آسان تر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اپنے اوپر لازم کرلے ملازمت ذکر کی خلوت مین پہر علی کرم اللہ وجہہ نے
کہا کیونکر ذکر کرون یا رسول اللہ فرمایا کہ اپنی آنکہون کو بند کر اور مجھسے سن تین بار
تب آنحضرت نے تین بار فرمایا لا الہ الا اللہ اور علی مرتضی سنتے تہے پہر علی مرتضی
نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور آنحضرت اوسکو سنتے تہے پہر علی مرتضی نے اسیطرح
حسن بصری کو تعلیم کیا اسیطرح درجہ بدرجہ ہم تک پہونچا حضرت مولانا مصنف نے
فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہمنے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا اور اہل حدیث
کے قواعد پر تو اسمین بحث طویل ہے انتہی محققین و ماہرین کاملین نے اس پہ
سے بحث کی ہے کہ یہہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب اور البتہ منقطع ہے
اسلئے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی سے باعتبار تاریخ اکثر ثابت نہیں

الرجال کے ثابت نہین لیکن اتصال حدیث کا مشکل ہے اور رکاکت الفاظ مزید
بران ہے اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور کتب معتبرہ حدیث
مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکھا ہے یہہ مخالفت بہی دلیل بین ہے
کہ یہہ حدیث عند المحدثین نامعتبر ہے پس استدلال وس سے عند المحدثین المحققین نہایت
ناملایم ہے والباقی علی ہذا القیاس یعنی یہی حال ہے حدیث اول کا اوسکی تفصیل
مقتضی الی التطویل ہے اور روایت ضعیف و عبارت ناتمام لکہنا اور قوی تمام کو
چہوڑ دینا باوجود علم اوسکی محض بددیانتی و نفسانیت ہے مناسب تہا کہ وہ تمام الفاظ
جرح کو بہی لکہدیتے جیسا کہ مولانا نے لکہا ہے قولہ ص ۳۵ الفیاح الحق کے مضمون نے
ان دونون حدیثون کے مضمون کو بہی رد کیا ہے الخ اقول سبحان اللہ یہہ مرتا ا
الزام ہے ~ خود خراسیدن نداند صحن را گوید کج ❊ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ
کو کچہہ نہین فرماتے کہ خاص قول جمیل تصوف کی کتاب مین اسکو رد کیا اور اسکے مقدوح
و مجروح و نامقبول و غیر معتبر ہونیکا اشارہ کر دیا ہے صرف زبانی دعوی اعتقاد
ولی اللہ صاحب اور انکی کتب کا ہے ورنہ ایسا کہین نہ لکہتے شاید کہ کبہی قول الجمیل یا
اوسکی ترجمہ شفاء العلیل کو نہین دیکہا اگر دیکہتے تو ہرگز اس حدیث کو معتبر نہ لکہتے
یا دیکہکر مصنف الفیاح الحق کے ضمن پر قدح خود مولانا شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ پر
کرتے ہین اب غور کرنا چاہیے کہ جعل و فساد مخالفت ساتہہ قول الجمیل اور اوسکے
مصنف کے کس سے ثابت ہے یہی حال ہے اونکے تمام ہذیان و مفتریات کا لاکلام

قولہ اور لامذہبونکا عقیدہ ایسا بگڑ گیا ہے کہ فقہ کی معتبر کتابونکی مسئلہ کے دلیل مانگتے ہین کہ یہہ مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے الی قولہ اور اسیطرح کے تقلید کو شرک اور کفر لکھا ہے تفسیر فتح العزیز مین فلا تجعلوا للہ اندادا و انتم تعلمون کی تفسیر مین اقول اولاً اگر کسی نے واسطے مزید اطمینان کے بنظر تحقیق کے بموجب کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع دلیل مانگے تو کیا بیجا کیا اور جو مانگتے ہین تو حدیث سے کچہہ قصے کہانی فضول سے نہین مانگتے ہین جو لائق طعن و تشنیع یا الزام کے ہون ثانیاً خود یہہ حضرات بہی تو حدیث کے سند مانگتے ہین کہ اسکو کس امام نے قبول کیا ہے اور یہہ حدیث فلانے امام کی سند ہے ہمارے امام کی سند و حجۃ نہین ہے جو حدیث ہمارے امام کے موافق ہے اور جو موافق فقہ کے ہو وہی قابل حجت و سند ہے غور کرنا چاہیئے کہ کتنی بُری بات ہے کہ اصل کو فرع اور فرع کو اصل کر کے قضیہ کو منعکس کر دیا ان ہذا الاضلال مبین قبولیت امام و فقہ کی حدیث شریف سے ہے نہ قبولیت حدیث نبوی کی امام و فقہ سے اسیطرح کی تقلید کو شرک و کفر لکھا ہے ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ اسیطرح کی تقلید شرک اور کفر ہے اور یہی علامت بیدینی کی ہے حقیقت مین یہہ بات لامذہبی کی نشانی ہے کردۂ خویش آید پیش تا ثالثاً کہ یہان اس تقلید کو شرک اور کفر اسی تفسیر سے نقل کیا ہے اور صفحہ ۳۰ سطر دس و گیارہ مین اوسی کتاب سے واجب لکہا ہے قولہ اور تفسیر فتح العزیز مین اس تقلید کو واجب لکھا ہے انتہی مولوی صاحب کے

اگر پہلا قول یاد ہوتا ہرگز سند اوسکی نہ لکھتے مگر کیا کرین دروغگورا حافظہ نباشد
سے آپ اوسکے خود مولانا کی تفسیر مین مطابق ان دونون قولونکے اختلاف و تضاد
واقع ہے یہان بہی مولوی جب کو وہی امر پیش آیا اب کیا کرینگے لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جناب امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے قول کے ماخذ کو
دریافت کرلو اور ایسا ہی سب مجتہدوں سے منقول ہے پس اگر کسی نے سند مانگی تو عین
اتباع امام صاحب کی کیا بلکہ سند و دلیل نہ مانگنے والا ان ایمہ سے منحرف ہوکر لا مذہب
ہوگیا **قولہ** اور اوسی مسئلہ خامسہ میں لکہا ہے کہ رواج دینا مسائل قیاسیہ اور تفقیہ
کا الخ **اقول** یہہ غور کا مقام ہے اور کئی بات دیکہنی چاہیے اول یہہ کہ کشف
عند الشرع کچہہ حجت اور قابل اعتبار نہین ہے چنانچہ کتب فن مین مصرح اور
مشرح ہے نقل عبارات مین طوالت ہے لیکن جو حجت معتبر نہو اوسکو بطور حجج و
معتبرات دینیہ و شرعیہ رواج دینا اور اوس سے استدلال کرنا بدعت کیا بہت کچھ
ہے دوم یہہ کہ اگر کشف حجت ہوتا تو کوئی امام یا مقلدین متقدمین سے تعدد
حجج مین معدود و منقول یا کوئی کشفی مسئلہ مسائل ارکان اربع سے منقول و
معمول ہوتا و من ادعی فعلیہ البیان اور جو خاتمہ صراط المستقیم مین حال مکاشفہ
حضرت سید صاحب علیہ رحمۃ کا لکہا ہے وہ بیان اونکے ایک حال و مقام کا ہے
ہم معتقدونکے نزدیک بے شبہ صحیح و درست ہے اوسکا ذکر اس مقام مین
بے موقع دجل و فریب ہے کہ مراد مسئلہ خامسہ مین جو مسائل قیاسیہ کو

بدعت لکہا ہے سومراد مسائل قیاسیہ سے وہ مسائل ہین جن مین متاخرین نے ایک
چیز کو نظیر دوسری کا بسبب کمال مشابہت کے قرار دیکر حکم اصل کا اوسپر جاری کیا حالانکہ وہ
فی الحقیقت وہ چیز اول دوسری چیز کے نظیر نہین بسبب عدم مشارکت کے علت حکم
مین پس اجرا حکم کا اوس چیز پر فی الحقیقت محدثات کے قبیل سے ہے اگرچہ وہ
لوگ اوسکو از قبیل سنت کلیہ جانے ایسے ہی ہین تخریجات متاخرین فقہا کے
مثل تجدید آب کثیر کے دہ دردہ مین بنا بر قیاس فروعین متعلقہ چاہ پر حالانکہ حقیقۃً
مین دہ دردہ نظیر زمین متعلقہ چاہ نہین ہے بسبب عدم مشارکت علت حکم مین
اسلیئے کہ زمین متعلقہ چاہ محدود نہین کہین کم کہین زیادہ اور اوسکا حکم منصوص
ماثور قطعی ہے بخلاف دہ دردہ کے باقی تفصیل مین دقت وطوالت ہے پس
یہہ قیاس صحیح نہین ہے لہذا محققین نے اوسکو من قبیل بدعات لکہا ہے اور
باقی حال اوسکے عدم ثبوت کا اقوال ائمہ مجتہدین کے پہلے اسکے ہم لکہہ چکے ہین
من شاء فلینظر ولیحفظ اور ایسا ہے منقول ہے اکثر معتبر کتابون مین قال الاتقانی
فی شرح الطحاوی ثم حد الفاصل بین القلیل والکثیر عند اصحابنا ہو الخلوص ویلوان
یخلص بعضہ من جانب لم لیف الخلوص فی روایۃ الاصول وسئیل محمد عن حد
الخلوص فقال مقدار مسجدی فقدروہ فوجدوہ ثمانیۃ وبہ اخذ محمد بن سلمۃ
قال بعضہم مسحوا مسجد محمد وکان داخلہ ثمانا وخارجہ عشرا فی عشر ثم رجع الی قول
ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی قال فی معراج الدرایۃ الصحیح عن ابی حنیفۃ

انہ لم یقدر فی ذلک شئے وانما ہو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ من طرف الی طرف وہذا اقرب الی التحقیق لان المعتبر عدم وصول النجاسۃ وغلبۃ الظن فی ذلک مجری الیقین فی وجوب العمل کما اذا اخبر واحد بنجاسۃ الماء وجب العمل لقولہ وذلک تختلف بحسب اجتہاد الرای وظنہ ہکذا فی جمع الجوامع والمجتبیٰ وقال فی الینابیع قال ابوحنیفۃ الغدیر المعظم ہو الذی لایخلص بعضہ الی بعضہ ولم یقدرہ فی ظاہر الروایۃ وفوضہ الی رای المبتلی بہ وہو الصحیح وبہ اخذ الکرخی انتہی قال فی الاشباہ والنظائر ومنہا حد الماء الکثیر الملحق بالجاری الاصح تفویضہ الی رای المبتلی بہ لا التقدیر بشئے من العشر فی العشر ونحوہ انتہی قال بحر العلوم فی الارکان الاربع ثم اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم ففی ظاہر الروایۃ عن الامام ابی حنیفۃ عدم التقدیر وحمل التفویض الی رای المبتلی بہ کما ہو دابہ الشریف فی امثال ہذا فان غلب علی الظن انہ لایقبل النجاسۃ توضا والا لا وفی الروایات الاخر یعتبر التحریک وقدرہ المتاخرون بمساحۃ انتہی اور ایسا ہی حال ہے اکثر قیاسات متاخرین کا مثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ دالہ برنیت درباب عبادات بنا بر قیاس بر تکلم الفاظ عقود درباب معاملات ومثل حکم وجوب تقلید یک مجتہد معین از مجتہدین سابقین وحکم بالتزام بیعت بایک شیخ معین از شیوخ طریقت بنا بر قیاس بر اطاعت امام وقت والزام بیعت ومثل حکم بجواز بوسہ قبر بنا بر قیاس بوسہ میت کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے نسبت عثمان بن مظعون شہید کے وجناب صدیق اکبر سے بہ
نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت و منقول ہے و مثل حکم جواز
یہہ عبادت واسطے اموات کے بنا بر قیاس بر نہہ عیان واسطے زندونکے بخلاف
مسئلہ نیابت عن المیت کہ وہ عبادات مالیہ مین مثل حج کے مسلم ہے اور عبادات
بدنیہ مین مختلف فیہ اور مثل حکم بمنسوخیۃ احادیث دالہ بر حرمت مزامیر بنا بر قیاس
منسوخیۃ حرمت استعمال ظروف خمر وامثال اوسکے تخریجات غیر محصورہ کہ منقول
متاخرین فقہا و صوفیہ سے ہین اور اکثر اتباع اونکی ان تخریجات محدثہ کو احکام
مستقلہ شریعت جانتے ہین حالانکہ وہ سب ہرگز شریعت ایمانیہ و طریقہ احسانیہ
مین داخل نہین ہین اسی جہت سے من قبیل بدعات ہین وگرنہ مسایل قیاسیہ
متقدمین مجتہدین بر قبیل سنت حکمیہ ہے ہرگز بدعت نہین چنانچہ صاحب الیضاح الحق
مسئلہ ثانیہ کے فایدہ ثالثہ کے شرط ثانی مین افادہ فرماتے ہین بالجملہ مسائل مستنبطہ
مجتہدین سابقین کہ مسلم الاجتہاد اند بقیاسات صحیحہ بیشک از قبیل سنت
حکمیہ است انتہی اور ایسا ہے قول فیصل محقق فائدہ ثالثہ کے مسئلہ ثانیہ مین
افادہ فرماتے ہین مسئلہ ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین سابقین خواہ باینوجہہ باشد
کہ فلان امر واجب است یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام یا باین وجہہ باشد
کہ فلان رکن فلان امر است یا شرط اوست یا سنت اوست یا لازم اوست یا اثر
اوست یا ثمرہ اوست یا منافی اوست یا عوض او و امثال آن و مراد از امر اعم است از انکہ از

جنس عقاید عقلیہ باشد یا امور قلبیہ یا افعال جوارح از عبادات یا عادات یا از معاملات
ہمہ از قبیل سنۃ حکمیہ است ہرگز در قسمے از اقسام بدعت داخل نیست چہ حکم مذکور از قبیل
محدثات اصلا نیست چہ جائیکہ از بدعات باشد انتہی ظاہراً یہہ قول خود مسئلہ خامسہ کے
خلاف ہے مگر اہل تمیز و تدبیر کے نزدیک ایک تو دونوں مین فرق قیود و حیثیات ہے
دوسرے اسپر تفسیر بعضہ بعضاً صادق ہے پس مسئلہ خامسہ مین کسیطرح زیادتی نہین
ہے مگر غور کامل و فہم و مطالعہ تمام کتاب و انصاف چاہیئے ورنہ بے دیکھے بے سمجھے
بے سوچے بے سمجھے جسکے جی مین جو کچھہ آوے لکہے یا کہے مختار ہے اذا لم
تستح فاصنع ما شئت بیت نران بے تامل بگفتار دم + نکو گوے گر دیر گوئی چہ غم +
قولہ اب اگر کوئی شخص کہین مرشدین کی اویگا تو جب تک ایضاح الحق کے باطل
ہونیکا اقرار نکریگا تب تک حضرت مرشد کے طریقہ مین اوس سے بیعت کرنا لغو اور
کہیل ٹھہریگا **اقول** یہہ نئی شرط بیعت و طریقہ جدید اور یہہ ایک نیا تحکم و
تعصب ہے جب تک کہ اطمینان القلوب والے خود اپنے اس عقیدہ باطلہ سے
توبہ نکرینگے ہرگز ہرگز مرید کرنے کے لائق بلکہ خود حضرت سید صاحب کے طریقہ مین
نہ شمار کیئے جاوینگے بہلا اقرار بطلان ایضاح الحق سے جو تمام و کمال کتاب
دقیق المضمون و تحقیق مشحون ہے بیعت مین کیا واسطہ ہے **بیت**
روشن ہے کیا جو تونے اندہیر + پہیرا اپنی سمجہہ سمجہہ کا ہے پہیر + **قولہ**
اور جناب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے جو اپنے ایک مکتوب

مین لکھا ہے کہ مین عمل مولود خود کرتا ہون تو ظاہر ہے کہ اگر میرے نزدیک درست نہوتا تو مین کیون کرتا سو وہ رسالہ ہمنے طلب کیا ہے اوسکے آنے سے ہم خبر کرینگے **اقول** مقصود اصلی و مراد خاص اس سے اثبات قیام یا ثبوت مجلس بہیات مخصوصہ مروجہ ہے پہر تقدیر یہہ قول سراسر غلط و مغالطہ وجعل و فریب سے ہے اس وجہہ سے کہ اولاً لکہتے ہین کہ اپنی یک مکتوب مین لکھا ہے اور پہر یہہ لکہتے ہین کہ سو وہ رسالہ ہمنے طلب کیا ہے عاقلو مکتوب عرفاً بمعنے خط کہ جسے ہندی مین چہٹی کہتے ہین مستعمل ہے اور رسالہ بمعنی کتاب مختصر پس صریح غلطی ہے ایک تحریر کو کہین خط اور کہین کتاب لکہنا اور مغالطہ یون ہے کہ بالفرض کوئی جعلی خط کہین کسیکے پاس ہو بہی تو بمقابلہ کتاب کے کچہہ اعتبار نہین رکہتا پس تنبیہ محتمل کو ایسا لکہنا کہ لوگ اوسکو صحیح باور دلیقین کر کے بہک جاوین یہہ سراسر مغالطہ ہے یا رسالہ سے مراد معنی لغوی خط ہے تو بہی اس محل مین خالی از مغالطہ نہین ہے یا مراد کتاب ہے تو اوسکا نام وسبب تالیف وزبان کتاب ونشان باب وفصل وتعین مبحث ومقام ارقام کرین اور جعلی و فریب اس جہت سے ہے کہ پتہ نہین لکہتے ہین کہ مکتوب اسمی فلان شخص محررہ فلان روز و تاریخ و ماہ و سال بابس سے فلان شخص کے منتقام فلان طلب کیا ہے یعنے نام ونشان مکتوب الیہ و نام روز و ماہ و سن و تاریخ تحریر ونشان نام مقام اوسکے طلب کا اور ذریعہ طلب مفصل لکہتے اسقدر

مجملاً یہ نظر لکہدیا کہ لوگوں کے عقیدہ میں خلل پڑ جاوے اور سر رشتہ فتنہ برپا ہو رہے جبتک کوئی
مانع و رافع نہو کا مرتکب بناوٹ و جعل کی مہلت ٹہری ہے خط جعلی بنا کر مشتہر کر دیا جاویگا
و ضعیف العقاید کو مطابق اس اخبار سراپا وسوسہ و انتشار کی ایک سند ہاتھ لگجاویگی بہانہ
جبتک اوس خط کا شاہد و مثبت کوئی تصنیف معتبر و یا علماء ثقات مسندین سے بطور تواتر صحت
و استناد کے نہو ہرگز قول کسی موسوس کا نماننا چاہیے کسواسطے کہ اسمیں مخالفت صریح اور
مکابرہ ہے اعتباری کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی اور تہمت عمل بدعت کی جانب مولانا علیہ الرحمۃ کے
ہے اور تحفہ متواتر باتفاق شیعہ و سنی کی از تصانیف حجۃ اللہ علی العالمین مولانا شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی قدس سرہ کی ہے کوئی جاہل و عالم اسکا آجتک منکر نہوا اور تحفہ میں صاف ایسے عمل کی منع
و مذمت ہی ہے بمقابلہ کتاب متواتر نصی کے کب کوئی عاقل دوسری تحریر مشکوک و مخالف کو اعتبار کریگا
تحفہ میں باب دہم کی فصل دوم میں لکہا ہے نوع پانزدہم امثال متحدہ ایک چیز بغیر دانستن
و این وہم خیلے بر ضعیف العقلان غلبہ دارد چنانچہ آب دریا و شعلہ چراغ و آب فوارہ را اکثر اشخاص
یک آب و یک شعلہ خیال کنند و اکثر شیعہ در عبادات خود منہمک این خیال اند مثلاً روز عاشورا
ہر سال کہ بیاید آنرا روز شہادت حضرت امام حسین گمان برند و احکام ماتم و نوحہ و شیون و گریہ
زاری و فغان و بیقراری آغاز نہند مثل زنان کہ ہر سال میت خود این عمل نمایند حالانکہ
عقل بالبداہۃ میداند کہ زمان امر سیال غیر قار است ہرگز جزوے ازو ثبات و قرار ندارد و اعادۂ
معدوم محال و روز شہادت حضرت امام در زمان سابق شدہ بود کہ این روز را آن روز فاصلہ ہزار و دو صد
سال دارد این روز را آن روز چہ اتحاد و کدام مناسبت در روز عید الفطر و عید النحر برین قیاس

نباید کرد کہ درانجا بایہ سرور وشادی سال بسال متجدد است یعنی اداے روزہ رمضان واداے حج خانہ کعبہ کہ شکر للنعمۃ المتجددۃ سال بسال فرحت وسرور نو پیدا میشود لہذا اعتقاد شیعہ بربین وہم فاسد بنا نہادہ بلکہ اکثر عقلا سرور وزوہ مہرجان اشال این تجددات وتغیرات آسمانی را عید گرفتہ اند کہ ہر سال چیزے نو پیدا میشود وموجب تجدد احکام میباشند وعلی ہذا القیاس لعبیدیہ عید با شجاع الدین ولعبیدیہ عید غدیر وامثال ذلک مبنی بر ہمین وہم فاسد است ازینجا معلوم شد کہ روز نزول آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم ورروز نزول وحی وشب معراج را چرا در شرع عید قرار ندادہ اند وعید الفطر وعید النحر را قرار دادہ اند وروز تولد ووفات ہیچ نبی را عید نگردانیدند وچرا صوم عاشورا را کہ سال اول بموافقت یہود آنحضرت صلعم بجا آوردہ بودند منسوخ شد واینہمہ ہمین سر است کہ وہم را دخلے نباشد بدون تجدد نعمت حقیقت سرور وفرحت نمودن یا غم وماتم کردن خلاف عقل خالص از شوائب وہم است انتہی ہرگاہ مولانا شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں ایسا لکھا ہے تو خود انصاف کرنا چاہیے کہ اب کون بھلا یا مفسد وجہ ٹہا وو دعا باز ٹھہرا بزرگان دین کو متہم ببدعت اور بدنام کرنا نہایت برا ہے اس جعل وفساد میں اک طرح تحفہ اثنا عشریہ کی بیتوقیری جو بے اعتباری ہے یا اطمینان القلوب والے کی غرض اپنی رفض ولی سکے ظاہر کرنی کی ہے کہ سب اس سے دہرا اور شک میں پڑکر اوس کتاب معتمد سے نا معتقد ہوجاتیں ظاہر اوس سے صراحتا اوس کتاب کا رد کرنا ہو سکا تو ایسی ہی ڈہب سے اوسپر چوٹ اور اوسکی تردید کی ہے ایسی کی جزا اطمینان القلوب والے کو دونوں جہان میں ملے

بیت: عزیز من جواب است این نہ جنگ است ؛ کلوخ انداز را پاداش سنگ است

الوزر علی البادی اور اگر اس سے مقصود قیام ہے تو بڑا ثبوت جعل کا یہہ ہے کہ مولانا محمد یعقوب
صاحب برادر خورد مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے بعض مکاتیب مین ارقام فرمایا
ہین کہ یہہ امر جناب مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے وقت مین نہ تہا اور کسی نے اس بارہ مین برادر نے
استفسار کیا ہرگاہ وجود اس امر کا انکی زمانہ مین ثابت نہین اور کسیکو اس بارہ مین کچھہ لکہا تو جواب اوس
مکتوب مصنوعی کا محض جعل ہی ہے خط مولانا محمد یعقوب علیہ الرحمۃ مرقومہ دوم محرم سنہ ۱۲ ہجری کا جو مقام
مکہ معظمہ سے تاریخ ۷ ربیع الاول روز پنجشنبہ وقت شب نوشتہ کردہ کو بنام جناب فیضمآب مولوی حاجی محمد
فیض اللہ صاحب متوطن موسوم فیضیہ بالنقل اوسکی واسطے آگاہی احباب سند طلاب کے یہان لکہی جاتی
ہے اور اصل خط دستخطی ومہری پاس مکتوب علیہ کے موجود ہے جو چاہے دیکہہ لے اور تحقیق کر لے
مولوی صاحب عالی مراتب دام الطافہم سلمکم اللہ تعالیٰ از محمد یعقوب بعد سلام واضح باد الحمد للہ در اینجا بہمہ وجوہ خیریت
و خیر عافیت است صحت اتصاف جمیع لواحقان مدام مسئلت خط آنجناب رسید و مضامین بوجہ خود آگاہی بخشید و در مقدمہ
عدم قیام محفل مولد شریف کہ ارقام فرمودہ اند برادرم مولانا محمد اسحاق صاحب این عمل بدعت می بود و فرمودند کہ در
مسائل می نوشتہ کہ این محفل بدعت است لا اصل لہ چنانچہ در مسائل می موجود است ہر کہ خواہد ببیند و در وقت حیات
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب این رسم گاہی بظہور نیامدہ و کسے استفسار نمودہ غرض کہ تا وقت مجتہدین این
عمل جاری نشدہ بود از ین اجتناب بہتر است زیادہ والسلام محررہ دوم محرم سنہ ۱۲ ہجری

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب ہذا بتاریخ بست ویکم ماہ جولائی ۱۸۷۲ء حلیہ طبع پوشید

تمت ۱۲ ۸۹ ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد فيقول العبد الاحوج الى الله الصمد البارى محمد القاضى فورى حفظه الله عن الشر المعنوى والصورى ان هذا التعليق مخصص على الرسالة المسماة بالملخص التى الفها الشيخ المشهور بفضل الحق الفور الملوى كرامتعلى ابقاه الله فى ما ينبغى قوله ولابد للتعارض من المساواة كما فى نور الانوار فلا يوجد شرط التعارض فى باب المولد والقيام الخ اقول هذا غير مسلم ولو سلم عدم المساوات بين كونهما سنة او مستحبا او بدعة فلا يخلو عن ان يكون الجانبين راجحا اولا فرجحان كونهما سنة باطل بالاتفاق لانهما ليسا من السنن ورجحان الاستحباب غير ثابت اما ترجيح بدعتهما الذى هو محقق فلا يفيد المجيب المريب كما لا يخفى قوله ومن توارث اهالى بلاد الاسلام لاسيما من توارث اهل الحرمين الشريفين وهو معتمد يوجب العمل وهو من اقوى الدلايل الخ اقول ان هذا ليس بمتوارث شرعى لانه عمل المحدثات وان سلم فيجب بقوله وهو معتمد يوجب العمل لم يكن مستحبا هذا خلف لانه كان ادعى استحبابه فتدبر قوله ومن قول ابى زرعة وهو مجتهد لان اخذ قوله صاحب المواهب اقول فيه ما فيه الاول ان الفعل الماضى لا يدخل عليه الحروف العاملة فقد خالف فيه ايضا فينبغى له ان يقول لانه اخذ قوله والثانى ان اخذ صاحب المواهب ليس بمستلزم كونه مجتهدا مصيبا مقبول الاقوال بالتعميم قوله واما استحباب هذا القيام فثابت بالتصريح والتخصيص الخ قوله ومن توارث اهالى بلاد الاسلام لاسيما من توارث اهل الحرمين الشريفين وهو معتمد يوجب العمل كما عرفت انفا اقول تحقيقه

وترتيب الوجوب المعتمد قبيل هذا فتذكر قوله واما هذا القيام وهو قيام التعظيم فمن
فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم وفاطمة رضي الله عنها ثابت بالمداومة الخ اقول هذا
خلاف الرواية والدراية اما الاول (اي الرواية ١٢) فلان هذه الرواية منسوخة بما في باب الدعاء انهم عن
علي ان فاطمة اتت النبي صلى الله عليه وسلم تشكو اليه ما تلقى في يدها من اثر الرحى وبلغها
انه جاءه رقيق فلم تصادفه فذكرت ذلك لعائشة فلما جاء اخبرته عائشة قال فجاءنا وقد
اخذنا مضاجعنا فذهبنا لنقوم فقال على مكانكما فجاء فقعد بيني وبينها حتى وجدت
برد قدمه على بطني الخ وبما في باب القيام عن انس قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك رواه الترمذي وعن
ابي امامة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئا على عصا فقمنا له فقال لا تقوموا
كما يقوم الاعاجم يعظم بعضها بعضا رواه ابو داؤد وقال القاضي في الشفاء روى
الترمذي عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج على اصحابه من
المهاجرين والانصار وهم جلوس فيهم ابوبكر وعمر الخ فما ثبت القيام لبعض الصحابة بقي
ايضا قط فضلا عن المداومة واما خلاف الدراية فلان فاطمة رضي الله عنها ما كانت
لها فضيلة على سيدنا عليه السلام ولا عظمة منه صلى الله عليه وسلم بوجه من الوجوه حتى
يعظمها صلى الله عليه وسلم ويكون هذا القيام قيام التعظيم كما زعمه المجيب المريب انما كان
صلى الله عليه وسلم يودها ويحبها اشد حبا من الناس والتعجب فمن حمله على التعظيم وليس هذا
الا من جهل معنى التعظيم على انه كان في حياتهما وما ثبت عنهما القيام عند الحكاية فلا

لا باس علیه ولعله کان من خصائصه لتنبیه التحیر عنه لقوله لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم
بعضهم بعضا قوله اما مثلهما فما ثبت الی الآن من کتاب من کتب اهل السنة الخ
اقول هذا الشعر حق الاشعار وینادی باعلی ندائه علی جهله لان الامر الاول تخفیفه
مروجات قد اختلف فیه ومنع الامر الثانی ثابت من الفقه الحنیفة ایضا فضلا عن
الحدیث کما فی حاشیة الهدایة والچلپی حاشیة شرح الوقایة کما هو مبسوط فی قلب
الاطمینان قوله بل نعتقدهما مستحبا اقول لا یکفی اعتقاد الوحد فی کونهما مستحبا لم
یصدق التعریف المستحب علیهما وهو کما تری فتدبر قوله وبای دلیل نترک قول
صاحب المواهب اللدنیة الخ اقول اترک القول بدلیل ما آتاکم الرسول فخذوه و
ما نهاکم عنه فانتهوا واذا ترکت الاحادیث الصحاح والاهی فلا باس لک بترک اقوال
صاحب الدارج والمواهب فی مسئلة مختلفة فیها قوله بای ضرورة نترک قول ابن
الجوزی وجلال الدین السیوطی الخ اقول خذ ما صفا ودع ما کدر لضرورة اتباع
الله ورسوله صلی الله علیه وسلم واقتداء الصحابة والائمة رضی الله عنهم ثم اخذ القول
فی علم او مسئلة لوجه لا یستلزم التسلیم والاخذ فی جمیع العلوم والمسائل ثم لا یخفی علی
اهل الکمال ان البعض تقبل فی علم ومسئلة وتنکر وترد ولا تسلم فی اخری الا تری ان
المفتی یخطی فی مسئلة ویصیب فی اخری وعلی العکس علی انه لا یجب العمل علی قول
قایل الا اذا وافق الکتاب والسنة وکان اهلا له قوله هذا القیام معتاد ومتوارث فی
قراءة قصة المولد عند ذکر وضعه یعنی قدومه علیه السلام اقول معنی القیام المعتاد انه من

قبيل امورات العادة التي لا مدخل لها في الثواب والعقاب وهو المتوارث المحدث في المائة
السادسة فلا يلتفت اليه وكيف يكون ذكر الوضع الذي وقع في ما مر اكثر من الف وثلاث
مائة وستين قدوم الموضع الآن **قوله** كانه قدم في هذا الوقت الخ **اقول** هذا مع انه لم ينقل عمن
في سنده كذب صريح ويستلزم لكثير من سوء الادب استغفر الله ربي من كل ذنب واتوب اليه **قوله**
ولذا القيام عند ذكر غيبته الهيئة **اقول** هذا مستخيف جدا وتخصيص بلا مخصص وترجيح بلا
مرجح صحيح معتمد كما لا يخفى على من له قلب والقى السمع وهو شهيد **قوله** بدعة حسنة بل
في الحقيقة سنة **اقول** هذا القول لا اخبر قوله فعل الخلفاء مع انه غير مسلم في نفسه باطل لان
افعال الصحابة رض ليست ببدعة حسنة او خبر ان القول هذا القيام فكيف يكون سنة في التحقيق
مع انه اقر بكونه بدعة حسنة **قوله** انا نبالغ في تعظيمه اه **اقول** تعظيمه واجب على المؤمنين
لكن هذا ليس من تعظيمه لان هذا المروج لا يخلو عن المبالغة في المدح وهو ممنوع عنه لقوله لا تطروني
كما اطرت النصارى **قوله** قد رأيت العرب يعطون قارئ المولد ويأتونه بما تيسر من الدراهم
والدنانير فينبغي ذلك **اقول** نعم اجر الصادقين هذه البعثة على اجراء البدعات واخفاء
الطريقة الاولى فبهذا اشاعت البدعات فذل من طمع وعز من قنع **قوله** لانه يشعر بمحبته
صلى الله عليه وسلم **اقول** الاتيان بالدراهم والدنانير وما تيسر لا يشعر بمحبته صلى الله
عليه وسلم لان كثيرا ما يعطون القصاص والمغنين ما تيسر لهم ولا يحضرون الى الربانيين بالنقير
ونقش النقرة انما محبته صلى الله عليه وسلم اطاعته كما قال الله تعالى قل ان كنتم تحبون الله
فاتبعوني يحببكم الله قال بعضهم محبة الرسول عليه السلام اعتقاد نصرته والذب عن

سنة والانقياد لها وهيبة مخالفته وقال بعضهم المحبة مواطاة القلب لمراد الرب يحب ما يحب ويكره ما يكره كذا في الشفاء للقاضي عياض رح قوله ص ۱۶ فهو بدعة حسنة وتسمى فاعله اهل السنة اقول ما هو بدعة حسنة كيف يكون فاعله اهل السنة هذا هو نوع التسعير وحصد الحنظلة قوله ص ۱۶ فاعلم ان هذا المولد الشريف لم يحدث منه ضرر ولا حرج في المسلمين بل هو خير وفيه عميم النفع اقول اذا كان هذا عنده فلا باس عنده بما فعله العوام في احوالهم وزعمهم ولعبد دفن الموتى الى العام من الناحية واجتماع الناس وتلاوة القرآن وتقسيم الطعام ونحوه جواز الاجزاء منفرد الا يجوز الكل الا تعلم ان القراءة في الركوع غير جائز مع ان القراءة جائز والركوع جائز ومجموعهما ممنوع اخرج مسلم عن علي قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس القسي والمعصفر وعن تختم الذهب وعن قراءة القرآن في الركوع فعلى العاملين اثبات الكل بهيئة الكذائية بالنص الصريح الجلي قوله ص ۱۷ انهما يهيجان محبته صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب الفاعل انتهى اقول لو كان كذا لامرت الائمة بهما ولفعلت الصحابة ومن بعدهم قد امروا امرا صريحا بمحبته وتعظيمه ومنعوا عن القيام الذي يجعله القائل مهيج المحبة وتعظيمه فظهر مما نقلنا معنى المحبة ان هذا ليس محبة صلى الله عليه وسلم بل المحبة اطاعته والذب عن السنة الى ما قال قاضي عياض في الشفاء فتذكر قوله ص ۱۸ ومن المعلوم ان الخواص والعوام يعرفون بان المولود والقيام لتعظيمه صلى الله عليه وسلم اقول ان هذا التعميم اما التعصب او تحكم او جهل عن تحقيق العلماء الكاملين والعابدين العاملين فدعوى التعميم باطل ليس له دليل معتمد وكيف يكون الامر المحدث الممنوع تعظيما للمانع كما لا يخفى على الماهرين المنصفين

قولہ قال صاحب روح البیان ومن تعظیمہ عمل المولد اذ لم یکن فیہ منکر انتہی اقول ہذا احداث امر مختلف فیہ لانہ لم یصرح بہذا احد من الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین ولم ینقل عنہم مع انہم کانوا یعظمونہ اشد تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ہذا القیام الممنوع الذی کان یکرہہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ امر منکر وتصریح کراہتہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکور فی الاحادیث قد ذکرناہا من شاء فلیرجع الیہ ولیذکر قولہ واما عادتہم انہ لا یختم القاری القصۃ السابقۃ فیجیب المجیبون علی راس القصۃ الاٰیۃ فسنۃ الخ اقول ہذا قیاس مع الفارق علی انہ لا نثبت التکرار فی جواب الزجر انما اجابوا مرۃ لضرورۃ الوقت وعلی طریقۃ الشجاع من غیر غناء وہذا الجواب یجاب بمرات ومرارا بعنوان الغناء وقواعدہ فلا یقاس علی جواب الزجر مطلقا لانہ لو جاز الجواب علی الاطلاق لجاز جواب المراثی الذی یجری علی سنۃ الروافض فی محرمہم کما فی زماننا وایضا جاز الجواب فی الغناء مطلقا وہو کما تری قولہ اقوی دلیل استحباب المولد والقیام توارث المسلمین واجماع الامۃ المحمدیۃ اقول ہذا الدلیل قد ازلیف فی قلب الاطمینان ونحوہ من کتب المدققین المتقدمین المحققین فلا یلتفت الی ہذا السخیف الضعیف ولا یخفی علی الماہرین ان التوارث المعتبر ہو الذی کان من القرون الثلثۃ وہہنا لیس کذلک لانہ حدث بعد سنہ ستمائۃ قولہ قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور اقول دعوی الاجماع لا دلیل لہ لان القیام التعظیمی المذکور ممنوع من عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی

فبطلت الاجتماع قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقوموا كما يقوم الاعاجم يعظم بعضها
بعضاً قوله فتوارثه الائمة الاعلام اقول هذا غير ثابت وليس بمسلم ومن ادعى فعليه
البيان قوله واقره الائمة والحكام من غير نكير منكر ولا رد راد لهذا كان مستحسنا اقول
اقرار الحكام ليس من الحجج الشرعية فكيف ما يبتني عليه وانكر هذا القيام جم غفير من العلماء
الاعلام ورده كثير من الفضلاء الكرام والاستحسان لا يشترط له اقرار الحكام فهذا
ضعيف قطعا قوله على انه ما رده الفاكهاني ايضاً هذا القيام مع تعصبه اقول لعله
لم يكن القيام فيه مروجا واذا رد اصل انعقاد المجالس المحدثة فقد رد ما يبتني عليه الا ترى
انه اذا انهدمت الجدار او الدعائم فانهدمت السقف بالضرورة القيام المتنازع لا يوجد
خارج المولد وان كان في الحقيقة خارجا عنه قوله وان وجد رسالة في منعها فلينظر
كان مصنفها من النجدية فلا يلتفت اليها اقول هذا شطط جديد جدا وتسمية
النجدية لانتشار حوادث الخمسة والآفاق الا نحن اهل السنة والجماعة وهذا ادعاء لعله
ايهام انهم كهذا القائل وليسوا كذلك وقد منع القيام كثير من المتقدمين والمتأخرين
ولا يظن اليهم ظن السوء قوله فان قيل ان القيام داخل في عمل المولد فنقول دليل
استحبابه اقول فيه نظر الاول ان نقول فنقول ان دليل الخ والثاني ان هذا
غير مسلم والثالث انه لو سلم فهذا يستلزم العينية وليس كذلك كما لا يخفى والمانعون
لا يعارضون بل هم يرجحون المنع ويجعلون ادلة جواز القيام مرجوحة كما هي في نفسها
وجريان امر مطلقا لا يحيى توارثا كما زعمه لان التعزية المرسومة المروجة جارية من اكثر

ستمائة سنين ولا يقال امر توارث شرعي بكذا كثير من الامور الجارية والرسوم الاصلية فهذا
القيام ليس الامر المتوارث المعتبر في الشرع ولا من سير السلف الصالح رحمهم الله تعالى في الشفاء
القاضي العياض اعلم ان حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته
وذلك عند ذكره عليه الصلوٰة والسلام وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته ومعاملة آله وعترته وتعظيم
اهل بيته وصحابته قال ابو ابراهيم التجيبي واجب على كل مؤمن متى ذكره او ذكر عنده ان يخضع و
يخشع ويتوقر ويسكن من حركته ويأخذ في هيبته واجلاله بما كان يأخذ به نفسه لو كان بين يديه ويتأدب
بما ادبنا الله به قال القاضي ابو الفضل رضي الله عنه وهذه كانت سيرة سلفنا الصالح وائمتنا
الماضين رضي الله عنهم فما ثبت التعظيم بالقيام بل التعظيم والمحبة السكوت والسكون
على محله كما نقلنا وقال مصعب بن عبد الله وكان مالك اذا ذكر النبي صلى الله عليه وسلم
يتغير لونه الخ ولقد كنت ارى محمد بن المنكدر وكان سيد القراء لا نكاد نسأله عن حديث
ابدا الا يبكي حتى نرحمه ولقد كنت ارى جعفر بن محمد وكان كثير الدعابة والتبسم فاذا ذكر عنده النبي
عليه السلام اصفر وما رأيته يحدث عن رسول الله الا على طهارة ولقد كان عبد الرحمن بن القاسم
بن محمد بن ابي بكر يذكر النبي صلى الله عليه وسلم فينظر الى لونه كانه نزف منه وقد جف لسانه
في فيه هيبة لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولقد كنت آتي عامر بن عبد الله بن الزبير فاذا
ذكر عنده النبي صلى الله عليه وسلم بكى حتى لا يبقى في عينيه دموع ولقد رأيت الزهري وكان
من اهنى الناس واقربهم فاذا ذكر عنده النبي صلى الله عليه وسلم وكانه ما عرفك ولا عرفته و
لقد كنت آتي صفوان بن سليم وكان من المتعبدين المجتهدين فاذا ذكر النبي صلى الله عليه

وسلم بكى فلا يزال يبكي حتى يقوم الناس عنه ويتركوه وروى عن قتادة انه كان اذا سمع الحديث
اخذه العويل والزويل وكان ابن سيرين ربما يضحك فاذا ذكر عنده حديث النبي صلى الله عليه
وسلم خشع وكان عبد الرحمن بن مهدي اذا قرأ حديث النبي صلى الله عليه وسلم امرهم بالسكوت
وقال لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي صلى الله عليه وسلم ويتأول انه يجب له من الانصات عند قراءة
حديثه ما يجب له عند سماع قوله صلى الله عليه وسلم هذا شأن المحبين المعظمين لا كما شعار المبتدعين
قوله وفي هذا عمل المولد ايضا تعظيم المضاف والظاهر انه ليست الاضافة تحقير المضاف اقول انه القدر
لا يكفي في تعظيم المضاف مطلقا الا ان الاضافة الى عظيم الشأن لا تستلزم المضاف كما في قولك عدو الله ومخالف
الرسول لا اختلاف في عظمة المضاف اليه والمضاف في كلا القولين حقير ذليل ولو كانت الاضافة تجلب
المضاف تعظيما لصار المضاف فيهما ذا التعظيم وهو محال الخفي قوله وكذا حال القيام لانه قيام التعظيم اقول
تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم واجب بل من الايمان لا اختلاف فيه وهذا المقام ليس تعظيم بل التعظيم الكامل عند
ذكره عند سماع ذكره يتوقر ويتأدب كما نقلنا من الشفاء قوله وبهذا ايضا يحتج السلطان محمود رحمة الله
ابن عبده اياز كان اسمه محمد الخ اقول اولا السلطان محمود غير مسلم ولو سلم الادب فمعنى اللغوي
لا الاصطلاحي انما كان يحب اياز لمحبته وجاه الا التسمية كما هو مشهور وقال المجيب المريب في تبيانها
الغرض جواز القيام فليس بصحيح ولا دليل له عقلا ونقلا وبهذا القيد لا يثبت القيام ولا يوافق
على النص الا انه الصريح كما لا يخفى قوله انه ان لم يكن هذا القيام ثابتا من السنة لكان من البدعة في
العادة لا من البدعة في الشرع واما الان فهو من السنن الزوائد اقول فيه تناقض مع انه اقر بانه ان
لم يكن ثابتا من السنة لكان من البدعة في العادة ثم يقول الان فهو من السنن الزوائد ح

عدم الثبوت وکونه من البدعة فی العادة کیف یکون من السنن الزوایدہ وکا فائدہ بقصدہ الآن من کونہ
من السنن الزوایدہ مع ھذا یوھم ان الشرع فی ھذا الفعل یا یزید علی القول البدعة فی العادۃ مرۃ و
تارۃ من السنن الزوائد لعلہ من مجتھداتہ ومن تحدیثاتہ ولا محافظۃ تمثل ھذا الرجل الحریف قد سلک
طریق الخلاف والبیان فی جملہ من السنن الزوائد وقد جھل فیہ وسھی ہنا تعریف السنن الزوائد
کما سھی فی رسالۃ اطمینان القلوب فی ہذہ المسئلۃ **بقولہ** اور مولود مین قیام کرنا آنحضرتؐ
سے ثابت نہین اگر ثابت ہوتا تو سنن زوائد کہاتا تو اب یہہ قیام بدعت فی العادۃ ٹھہرا
اور یہہ قیام ورع اور احتیاط والونکی نزدیک نکرنا بہتر ہے انظروا یا ایہا الاخوان
رحمکم اللہ الرحمن انہ اذا لم یثبت القیام فی المولود منہ صلی اللہ علیہ وسلم وصار بدعۃ فی
العادۃ فکیف حکم ہہنا بکونہ من سنن الزوائد وبالقول لقولہ اور یہہ قیام ورع اور احتیاط
والونکے نزدیک نکرنا بہتر ہے آئی ترکہ احسن وافضل عند اہل الورع والاحتیاط کیف
یوجبہ ثم لیقول یستحسن ویستحب فعلہ کما فی تحریراتہ المتناقضۃ وتقریراتہ المتباینۃ اللھم
الا ان یقال انہ اقتضت الخرافۃ علی ہذا او جعلہ الجہل کذا یا مرتب مرۃ ثم نہی عنہ
اخری لیقول شیئا ثم ینسی ہذا دار لیس لہ دوار اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ
من الدین والدنیا والآخرۃ وثبت اقدامنا علی صراطک المتین وانصرنا علی القوم
المنکرین وتب علینا وارحمنا انک ارحم الراحمین واحشرنا فی المتبعین لسنن
سید المرسلین وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین +

تمت

غلطنامہ قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	لس	نفس	۱۲	۳	تبھے	بھی	۲۳	۱۴	ہی کی	کی ہی
״	۱۶	نوص	نصوص	״	۸	تمنرقوا	تمزقوا	״	۱۶	کرہ حسنرت	کرہ حضرت
۴	۵	معہا فیہا	مع ما فیہا	״	۱۷	دالرسول	الرسول	۲۴	۱۷	بلکہ کہ یہ	بلکہ شاید یہ
۴	۱۱	اوقال	اوقال	۱۳	۱۵	عانیت	عاقبت	۲۵	۵	قنادی	منادی
״	۱۴	بدعتہ	بدعۃ	۱۵	۱	باوجود اسکے	باوجود اسکی	״	۱۴	وجح	وصح
״	۱۶	البدعتہ	البدعۃ	״	۶	تمسک	بمتمسک	״	۱۳	فے روایۃ	فی روایۃ
۵	۲	الصحابہ	الصحابۃ	״	۱۳	لفعل	متصل	۲۶	۴	کرتی ہیں	کرتی ہیں
۶	۱۰	البنہہ	التنبیہ	۱۶	۱۰	وگبن	وبگین	״	۹	تکفیۃ الارۃ	تکفیۃ الارۃ
۷	۱۱	اوبھی	اور بھی	״	۱۲	مررات	مرآت	״	۱۳	مجلی	مجلی
۸	۵	والحدیث	ذوالحدیث	۱۷	۱۲	ضعیفہ	ضعیفہ	״	۱۶	التخذ	التحد
״	۹	بصری	بصری	۱۸	۱	اسماع	اسماء	״	״	لسبب	بسبب
״	۱۰	بستکم	بحکم	۱۹	۴	وچنانچہ	چنانچہ	״	۱۷	تبکراہ	تبکررہ
״	۱۳	تدبیر	تدبر	״	۱۱	مدعیون	مدعون	״	״	کا البینت	کالتشمیت
۹	۶	غزوۃ	غزوہ	۲۰	۳	تاج واجبال	تاج واشبال	۲۷	۳	الجاسی	الحلبی
״	۱۱	مم	متمم	״	۴	الطبی	الحلبی	״	۱۱	المحتہ	المجنۃ
״	۱۳	کیسطرح	کسی طرح	״	۶	لتجفظا	لتحفظا	۲۹	۴	البالی	الیالی
״	۱۶	صحیتا	صحبتا	۲۱	۱۷	العباوۃ	العادۃ	״	۷	الکالمین	الطالقین
۱۰	۴	احکام	احکام کا	۲۲	۴	اوعلی	اور علی	״	۹	فسال	فنسال
״	۱۲	الملکسا	الملیکسا	״	۸	اسل	اقبل	״	۱۳	رغلذامہ	غلطنامہ
۱۱	۳	الیس نہ باش	الیس بہاش	״	۱۳	تبلنہ	تنبیہہ	۳۰	۲	صحیح البخاری	صحیح البخاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۳	الی جحرہا	الی حجرہا	۳۵	۱۶	اسی تحریری نما	اپنی تحریری مرتبہ کر	۴۸	۵	مشکوٰی	مشکوٰتی
۳۱	۷	بحکمو الحرہ	لحکمو الحیرۃ	۳۶	۴	موافق جبل	موافق جہل	؍؍	۱۰	الطینان القلب	اطمینان القلب
؍؍	۸	المسکرات	المنکرات	؍؍	۵	سحافت	سخافت	۵۰	۵	ان التقلید	ان التقلید
؍؍	۱۱	بجرسی	بجرسی	؍؍	۸	بی حیثیت جو	بی حیثیت ہو	؍؍	۶	فکان صنعتہ	فکان طبیعتہ
؍؍	۱۳	اسہال	اسبال	؍؍	۱۵	اتبع التابعین	تبع تابعین	؍؍	۹	[illegible]	[illegible]
۳۲	۴	خرابی اسہال	خرابی اسبال	۳۷	۱۱	اعراض	اعراض	۵۱	۱	یخطی	یخطی
؍؍	۵	سعید الحجری	سعید الخدری	؍؍	۱۵	دیکھنا چاہی	دیکھنا چاہی	؍؍	۳	فاسدہ کا ستر	فاسدہ کا ستر
؍؍	۷	حتی النار	فی النار	۳۸	۱۰	مہا سیاتی	منہا سیاتی	۵۳	۱۳	انرجح	ارجح
؍؍	۸	افتراق	اقتراف	؍؍	۱۱	ذکر صلاح	ذکر اصطلاح	۵۵	۲	باز ازان	بعد ازان
؍؍	؍؍	اسہال	اسبال	۳۹	۱۳	اوری ہوگیا	اوری ہوگیا	؍؍	۸	ہدایت	مذاہب
۳۳	۴	کے کرتے جاتے ہیں	کی جاتی ہیں	؍؍	۱۵	دین کی	دین کی ہی	؍؍	۱۴	بجار	بحکم
؍؍	۱۱	تبسہ	بلا	۴۰	۱۵	ونظر لیے	ونظر سے	۵۸	۴	مخصوص	بخصوص
؍؍	۱۲	لحکمہا	لحکمت	؍؍	۱۷	اشتغال	اشتغال	؍؍	۱۱	الامتہ	الائمۃ
؍؍	۱۳	الیہا	الینا	۴۱	۲	حقیہ	حقہ	؍؍	۱۳	للانسان	للانسان
؍؍	۱۶	عتقاد	فاعتقاد	۴۲	۹	من قبل	من قبیل	۶۰	۱۳	بین بینی	بین بہی
؍؍	۱۷	نے رمانہ	فی زمانہ	۴۳	۹	مذاہب یجبر	مذاہب الجبر	۶۱	۱۴	براہین	براہین
۳۴	۳	بہزرم	بہرام	۴۴	۳	آگئے	آکے	؍؍	۱۶	ضلع شاہاباد	ضلع شاہ آباد
؍؍	۴	قبل	قبیل	؍؍	۱۳	قرض لی	قرض کی	۶۲	۹	مولانا تیم السد	مولانا تیم السد
؍؍	۱۷	فی رسالۃ	فی رسالتہ	۴۵	۱۲	انتہی عمر	اتنی عمر	؍؍	۱۴	جبلی نقلی	جبلی نقلی
۳۵	۲	احمتنی	اعتنی	۴۶	۱	اقرار دیا ہے	قرار دیا ہی	۶۳	۱	منتسب بطے	سبب جبلی
؍؍	۸	متقین	متبعین	؍؍	۹	سیور کر دیتا	سوار کر دینا	۶۶	۱۰	با انکہ نیاز	تا آنکہ نیاز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۱۳	ازماخنده	ازموانخنده	۱۰۳	۱۷	مجوزن	مجوزین	۱۲۱	۱۲	مجتهدین کے	مجتهدین سے
۶۷	۶	بتدمیرردد	بتدبیر مردود	۱۰۴	۲	نه بکها	بدنه کهیا	//	۱۳	ذالحفظ	ولیحفظ
۶۹	۱۲	پرہیزگاری	ناپرہیزگاری	//	۹	منسوخ کسی	منسوخ کی	//	۱۵	فوجیدوه وتمانیة	فوجدوه تمانیة
۷۱	۲	بحافیهه	بحافیه	//	//	حاوین	جاوی	۱۲۳	۳	بهم عبادات	حیه عبادات
۷۳	۱	شغناقی	سغناقی	//	۱۰	شبایب	سبابب	۱۲۴	۸	ماثبت	ماثبتت
//	۸	برحصد منا	برہنه مین	//	۱۵	فاعر فوام	فاعر فواهم	۱۲۶	۹	متواتر لیقصی	متواتر لیقینی
۷۵	۱۲	اوما لتقاد	اور بالتضاد	۱۰۵	۴	التکلیف	التکلفت	۱۲۸	۹	ملموت علیه	مکتوب الیه
۷۷	۱	ابراهیم النخعی	ابراهیم التجیبی	//	۱۳	فاحهم تلکن	فاحهم لاکن	۱۳۰	۶	مقعدی	مقعد یمینی
//	۱۳	ابو الطفل	ابو الفضل	۱۰۹	۱۱	بنظر آن	نه نظیر آن	//	۱۹	والعجب ممن	والعجب ممن
۸۳	۱۲	خلالحج به	خلالحجیج به	۱۱۱	-	نزام طاقتا	التزام طاقتا	۱۳۱	۷	لابد التعریف	لابد من تعریف
۸۵	۹	عورت کی	عورتیں تھے	//	۱۳	باطل اور	باطل ہی اور	۱۳۲	۵	مستحیف	سخیف
//	۱۱	کرلی ہیں	کرتی ہیں	۱۱۲	۳	کلام مقام	کلام مقام	۱۳۳	۱	القاضی	للقاضی
۸۹	۸	ملادس	بلاد الادین	//	۹	تحلی لقفا کل	تحلی لقفا کل	//	۶	من الناحیة	من الناحیة
//	۱۳	فقر	مقتر	۱۱۳	۱۳	بدل وجان	بدل جان	//	۱۲	ان التحقیق	عن التحقیق
//	۱۴	از کا حشایش	از کا حشیش	//	۱۷	مصاحبت ما	مصاحبت با	۱۳۴	۴	یکره	یکره
۹۱	۱۱	تلقفیه الاشاره	تکغیه الاشاره	۱۱۴	۱۴	کهنے والی	کہتی آئی	//	۵	الیه	الیها
۹۲	۷	کسیطرح	کس طرح	۱۱۵	۵	غایته	عائشه	۱۳۵	۴	اقرار الحکام	اقرار الحکام
۹۳	۱۰	کنکوخلای	کنکوخلاهی	۱۱۹	۱۱	ضلال عین	ضلال مبین	//	۱۲	التعریه	التعزیریة
۹۶	۹	تجدد	تحدید	۱۲۱	۵	کلمه	حکمیه	۱۳۶	۳	القاضی	للقاضی
۹۷	۹	توسیا	توسعا	//	۶	تجدید آپ	تحدید آپ	//	۱۴	لاینفی	لایبقی
۹۸	۱۲	نایب الرسول	نایب رسول	//	۷	قیاس زمین	قیاس زمین	تمت			